﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ☆﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:۸۰)

هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد ۸ جمعۃ المبارک یکم رجون ۲۰۰۱ء شمارہ ۲۲
۸ر ربیع الاول ۱۴۲۲ ہجری ☆ یکم راحسان ۱۳۸۰ ہجری شمسی

ادائیگیٔ زکوٰۃ

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ جب پھل پک جاتے اور زکوٰۃ کا وقت آتا تو صحابہؓ جوق در جوق اپنے اموال کی زکوٰۃ لے کر حاضر ہوتے۔ کوئی اِدھر سے کھجوریں لے کر آرہا ہے کوئی اُدھر سے آرہا ہے یہاں تک کہ ایک ڈھیر لگ جاتا۔

(صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب اخذ صدقۃ التمر)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

خدا تعالیٰ نے پاک زندگی اور حقیقی نجات کے حاصل کرنے کے لئے ہمیں یہی سکھلایا ہے کہ ہم بالکل خدا کے ہو جائیں اور سچی وفاداری کے ساتھ اس کے آستانہ پر گریں

"وہ فرماتا ہے ﴿بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾ (البقرہ :۱۱۳) یعنی جو شخص اپنے وجود کو خدا کے آگے رکھ دے اور اپنی زندگی اس کی راہوں میں وقف کرے اور نیکی کرنے میں سرگرم ہو۔ سو وہ چشمۂ قربِ الٰہی سے اپنا اجر پائے گا۔ اور اُن لوگوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔ یعنی جو شخص اپنے تمام قویٰ کو خدا کی راہ میں لگا دے اور خالص خدا کے لئے اس کا قول اور فعل اور حرکت اور سکون اور تمام زندگی ہو جائے اور حقیقی نیکی بجالانے میں سرگرم رہے۔ سو اس کو خدا اپنے پاس سے اجر دے گا اور خوف اور حُزن سے نجات بخشے گا۔

یاد رہے کہ یہی اسلام کا لفظ کہ اس جگہ بیان ہوا ہے دوسرے لفظوں میں قرآن شریف میں اس کا نام استقامت رکھا ہے جیسا کہ وہ یہ دعا سکھلاتا ہے ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ﴾ (الفاتحہ:۶،۷) یعنی ہمیں استقامت کی راہ پر قائم کر۔ ان لوگوں کی راہ جنہوں نے تجھ سے انعام پایا اور جن پر آسمانی دروازے کھلے۔ واضح رہے کہ ہر ایک چیز کی وضع استقامت اس کی علت غائی پر نظر کر کے سمجھی جاتی ہے اور انسان کے وجود کی علت غائی یہ ہے کہ نوع انسان خدا کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ پس انسانی وضع استقامت یہ ہے کہ جیسا کہ وہ اطاعت ابدی کے لئے پیدا کیا گیا ہے ایسا ہی در حقیقت خدا کے لئے ہو جائے اور جب وہ اپنے تمام قُویٰ سے خدا کے لئے ہو جائے گا تو بلا شبہ اس پر انعام نازل ہو گا جس کو دوسرے لفظوں میں پاک زندگی کہہ سکتے ہیں۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ جب آفتاب کی طرف کی کھڑکی کھولی جائے تو آفتاب کی شعاعیں ضرور کھڑکی کے اندر آجاتی ہیں۔ ایسا ہی جب انسان خدا تعالیٰ کی طرف بالکل سیدھا ہو جائے اور اس میں اور خدا تعالیٰ میں کچھ حجاب نہ رہے تب فی الفور ایک نورانی شعلہ اس پر نازل ہوتا ہے اور اس کو منور کر دیتا ہے اور اس کی تمام اندرونی غلاظت کو دھو دیتا ہے۔ تب وہ ایک نیا انسان ہو جاتا ہے اور ایک بھاری تبدیلی اس کے اندر پیدا ہوتی ہے۔ تب کہا جاتا ہے کہ اس شخص کو پاک زندگی حاصل ہوئی۔ اِس پاک زندگی کے پانے کا مقام یہی دنیا ہے۔ اسی کی طرف اللہ جل شانہ اس آیت میں اشارہ فرماتا ہے ﴿مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَ اَضَلُّ سَبِيْلًا﴾ (بنی اسرائیل:۷۳) یعنی جو شخص اِس جہان میں اندھا رہا اور خدا کے دیکھنے کا اس کو نور نہ ملا وہ اُس جہان میں بھی اندھا ہو گا۔ غرض خدا کے دیکھنے کے لئے انسان اِسی دنیا سے حواس لے جاتا ہے۔ جس کو اس دنیا میں یہ حواس حاصل نہیں ہوئے اور اُس کا ایمان محض قصّوں کہانیوں تک محدود رہا وہ ہمیشہ تاریکی میں پڑے گا۔

غرض خدا تعالیٰ نے پاک زندگی اور حقیقی نجات کے حاصل کرنے کے لئے ہمیں یہی سکھلایا ہے کہ ہم بالکل خدا کے ہو جائیں اور سچی وفاداری کے ساتھ اس کے آستانہ پر گریں اور اس بدذاتی سے اپنے تئیں الگ رکھیں کہ مخلوق کو خدا کہنے لگیں اگرچہ مارے جائیں، ٹکڑے ٹکڑے کئے جائیں، آگ میں جلائے جائیں اور خدا کی ہستی پر اپنے خون سے مہر لگائیں۔ اسی وجہ سے خدا نے ہمارے دین کا نام اسلام رکھا تا یہ اشارہ ہو کہ ہم نے خدا کے آگے سر رکھ دیا ہے۔ اور قانون قدرت صاف شہادت دیتا ہے کہ جو قرآن نے پاکیزگی اور حقیقی نجات حاصل کرنے کا طریق سکھایا ہے یہی طریق جسمانی عالم میں بھی پایا جاتا ہے۔ ہم روز دیکھتے ہیں کہ تمام حیوانات اور نباتات میں بُری غذا کے ملنے اور اچھی غذا کے مفقود ہونے سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ اور قدرت نے طریق انسداد یہی رکھا ہے کہ خوراک کے لئے صالح چیزیں میسّر کی جائیں اور ردّی کو بند کر دیا جائے۔ مثلاً درختوں کی طرف دیکھو کہ وہ تندرست رہنے کے لئے دو خصلت اپنے اندر رکھتے ہیں۔ ایک یہ کہ وہ اپنی جڑوں کو زمین کے اندر دباتے چلے جاتے ہیں تا الگ رہ کر خشک نہ ہو جائیں۔ دوم یہ کہ وہ اپنی جڑوں کی نالیوں کے ذریعہ سے زمین کا پانی اپنی طرف کھینچتے ہیں اور اس طرح پر نشوونما کرتے ہیں۔ سو یہی اصول قدرت نے انسان کے لئے رکھا ہے۔ یعنی وہ اُسی حالت میں کامیاب ہوتا ہے کہ اوّل صدق وثبات کے ساتھ خدا میں اپنے تئیں مستحکم کرتا ہے اور استغفار کے ساتھ اپنی جڑوں کو خدا کی محبت میں لگاتا ہے اور پھر قولی اور عملی توبہ کے ساتھ خدا کی طرف جھکنے کے ذریعہ سے اپنے انکسار اور تذلّل کی نالیوں کے ساتھ ربّانی پانی اپنی طرف کھینچتا ہے اور اس طرح پر ایسا پانی کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہے کہ گنہ کی خشکی کو دھو ڈالتا اور کمزوری کو دور کر دیتا ہے"۔ ('سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب'۔ روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۳۴۴،۳۴۶)

قرآن کریم کی آیات کے حوالہ سے صفات الٰہیہ کے مضمون کے بیان سے آپ کو قرآن کریم کے کئی معارف معلوم ہوتے چلے جائیں گے

مختلف آیات قرآنیہ کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ کی صفت رحیم کے مختلف پہلوؤں کا تذکرہ

(حضور ایدہ اللہ کی خدمت میں موصول ہونے والی ڈاک کے تعلق میں دو اہم نصائح)

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۸/مئی ۲۰۰۱ء)

لندن (۱۸ر مئی): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے صفات الٰہیہ کے مضمون کے تسلسل کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ یہ مضمون ایک ناپیدا کنار سمندر ہے اور اس مضمون کے ختم کرنے کی انسان کو استطاعت ہی نہیں ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ مجھے خوشی ہے کہ جس طرح حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے فرمایا تھا کہ خلیفہ کا اصل کام تو قرآن سکھانا ہے اور قرآن کا درس دینا ہے۔ پیچھے مجھے بیماری کی وجہ سے قرآن کا درس دینے کی توفیق نہیں ملی تھی لیکن اب یہ ایک قسم کا Mini درس ہے۔ اس کے

ذریعہ آپ کو قرآن کریم کے کئی ایک معارف معلوم ہوتے چلے جائیں گے۔

حضور ایدہ اللہ نے آج بھی قرآن کریم کی ان متفرق آیات کے حوالہ سے جن میں اللہ تعالیٰ کی صفت رحیم کا ذکر ہے ان آیات کی ضروری تشریح کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی صفت رحیمت کے مختلف پہلوؤں کا ذکر فرمایا۔ایسی ایک آیت کریمہ میں آنحضرتؐ کی تائید میں میدان جنگ میں فرشتوں کے لشکر اتارنے کا ذکر ہے۔اس کی وضاحت کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ رسول پر جو لشکر اتارے جاتے ہیں یا جن کے رعب سے دشمنوں پر اثر ہوتا ہے وہ مومنوں کو دکھائی نہیں دیتے مگر ان کا اثر دکھائی دے جاتا ہے۔ فرشتوں کے لشکر تو لاتعداد ہیں، وہ دکھائی دے سکتے ہی نہیں مگر ان کا اثر دکھائی دیتا ہے۔اس پہلو سے قرآن کریم فرماتا ہے کہ ان لشکروں کی وجہ سے کافروں پر رعب طاری ہو گیا تھا۔

اسی طرح ایک آیت کریمہ میں ان لوگوں کا ذکر ہے جو بوجہ بیماری جنگ کے لئے نہ جاسکے۔اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے متعلق فرمایا ہے کہ کمزوروں اور بیماروں پر کوئی حرج نہیں اور نہ ہی ان لوگوں پر جو جنگ پر جانے کے لئے سواری مہیا کرنے کی توفیق نہیں رکھتے۔اس کے آخر پر بھی فرمایا کہ اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

پھر اعراب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ان میں منافقین بھی تھے مگر قرآن کریم بہت انصاف سے کام لیتا ہے اور فرماتا ہے کہ ان میں ایسے لوگ بھی ہیں جن میں کوئی نفاق نہیں ہے اور وہ تہ دل سے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، اللہ کی قربت حاصل کرنے کے لئے اور رسول کی طرف سے سلام حاصل کرنے کے لئے۔ان کی یہ قربانیاں ان کے لئے قربت کی وجہ بنیں گی۔اللہ ضرور ان کو اپنی رحمت میں داخل فرمائے گا کیونکہ اللہ تو بہت زیادہ بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے ایک حدیث نبوی بھی پیش کی جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ توبہ واستغفار کے ذریعہ برائیاں دور ہو جاتی ہیں۔ایک آیت کریمہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر رحمت کے ساتھ جھکا جنہوں نے تنگی کے وقت رسول اللہ کی مدد کی تھی۔اللہ ان پر بہت رأفت فرمانے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔حضور نے فرمایا کہ یہاں غفُورٌ رَّحِیۡمٌ نہیں فرمایا بلکہ رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ فرمایا ہے۔اور لفظ رَءُوۡفٌ میں بہت پیار کا اظہار ہے۔

سورۃ ھود کی آیات کے حوالہ سے جہاں طوفان نوح کا واقعہ مذکور ہے حضور ایدہ اللہ نے کشتی نوح کے متعلق فرمایا کہ یہ خیال کہ حضرت نوحؑ کی کشتی میں دنیا جہان کے جانوروں کے جوڑے رکھے گئے تھے یہ غلط خیال ہے۔سب قسم کے جانوروں کے جوڑے اگر رکھے جاتے تو کشتی تو کئی ہزار میل لمبی ہونی چاہئے تھی۔لیکن یہ عام معمولی کشتی تھی۔مراد یہ تھی کہ جن جانوروں کی ضرورت ہوتی ہے ان کے جوڑے رکھ لو۔اس کے آخر پر فرمایا کہ اس کشتی کا چلنا اور ٹھہرنا اللہ کے نام سے ہے۔یقیناً میرا رب بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

پھر ایک آیت کریمہ میں ہے کہ تم استغفار کرو اور توبہ کرتے ہوئے اس کی طرف جھکو یقیناً میرا رب رحیم اور ودود ہے۔حضور نے فرمایا کہ یہاں جن لوگوں کا ذکر ہے انہوں نے حضرت ھود کے ساتھ بہت قربانی کر کے ساتھ دیا تھا۔وہ خدا سے محبت کرنے والے اور خدا کی محبت پانے والے لوگ تھے اس لئے یہاں صرف رحیم نہیں فرمایا، ودود بھی فرمایا ہے۔

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض ارشادات بھی پڑھ کر سنائے جن میں اللہ تعالیٰ کی رحیمیت کا بیان ہے اور خطبہ کے آخر پر بعض متفرق امور کی طرف توجہ دلائی۔ حضور نے فرمایا کہ ڈاک کے ضمن میں دو امور کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ایک تو یہ کہ میں سب خطوط خود پڑھتا ہوں لیکن یہ عجیب بات ہے کہ لوگ اس شوق سے کہ میں ان کے خط خود کھولوں صرف عام دعائیہ خطوط پر بھی پرسنل، پرائیویٹ Confidential لکھ دیتے ہیں۔اور اوپر ٹیپ چڑھائی ہوتی ہے۔جبکہ وہ محض دعائیہ خطوط ہوتے ہیں۔اکثر خطوط کے جواب پرائیویٹ سیکرٹری مجھ سے سن کر لکھتے ہیں۔لیکن اس میں چھپانے کی کوئی بات نہیں ہوتی۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہومیوپیتھی نسخوں کی طلب دور بیٹھے لوگ کرتے رہتے ہیں۔پاکستان سے، ربوہ سے مجھے لکھتے ہیں کہ فلاں بیماری کا نسخہ ہمیں بھیجیں۔اتنی دور بیٹھے علاج ہو ہی نہیں سکتا۔حضور نے فرمایا کہ وہاں اچھے ڈاکٹرز ہیں۔ربوہ میں لاہور، پنڈی، کراچی وغیرہ میں بھی، ان سے مل کر اپنی علامات وغیرہ بتا کر علاج کروائیں۔اور مجھے ہومیوپیتھی نسخہ کی بجائے بیماری کے لئے اصل بات جو دعا ہے اس کے لئے لکھا کریں اور دعائیں ان کے لئے باقاعدگی سے کرتا ہوں۔ایک بھی نماز تہجد ایسی نہیں جس میں ان کے لئے دعا نہ کی ہو۔یہ التجا ہے پھر بھی بعضوں کے حق میں بعض دفعہ تقدیر ظاہر ہو چکی ہوتی ہے۔بعض دفعہ خدا بغیر وجہ کے ہی بہت سے کینسر کے مریضوں کو ٹھیک بھی کر دیتا ہے اور بعض ایسے ہیں جو ٹھیک نہیں ہو سکتے۔ان کے لئے بھی دعا کرتا ہوں کہ اے اللہ اگر ان کا تیرے حضور پہنچنے کا وقت آ چکا ہے تو ان کے لئے یہ وقت آسان فرما دے۔حضور نے فرمایا کہ میں امید رکھتا ہوں کہ ان دو نصیحتوں کو بھی آپ لوگ اچھی طرح یاد رکھیں گے۔

❁❁❁......❁❁❁❁......❁❁❁

درود اور اتباع رسول قبولیت دعا کے ذرائع ہیں

(حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

نگار صبح کی امید میں

وہ زمیں غالبؔ کی لکھوں جس میں ہے تکرارِ دوست
میں بھی کھینچوں قامتِ جاناں یہ ہے اصرارِ دوست
دیکھ کر قدِ قیامت سوچ کر زلفِ دراز
اپنی ہی رفتار کے نشّے میں ہے رفتارِ دوست
ہاتھ اٹھے ہوں دعا کو اس طرح اس کا بدن
قتلِ عاشق کو بہت ہے قامتِ تلوارِ دوست
ہائے وہ کاجل بھری آنکھیں وہ اُن کا دیکھنا
ہائے وہ نورِ حیا سے آتشیں رخسارِ دوست
جیسے ہم آغوشیٔ جاں کے زمانے ہوں قریب
اِن دنوں ایسے نظر آتے ہیں کچھ آثارِ دوست
اِک محبت سے محبت ہی جنم لیتی ہے
ہم نے اس کو یار جانا جس کو دیکھا یارِ دوست
روح و تن نے ہر نفس اِک آنکھ چاہی تب کھلا
دیکھنا آساں ہے۔ مشکل ہے بہت دیدارِ دوست
سب سخن کے جام بھرتے ہیں اسی سرکار سے
جس پہ اب جتنا کھلے میخانۂ گفتارِ دوست
بس یونہی موجیں بھریں یہ طائرانِ خدّ و خال
بس یونہی دیکھا کریں ہم گلشنِ گلزارِ دوست

(عبید اللہ علیم)

Important notice for MTA Viewers in Europe

MTA International will be ending its analogue transmission on Intelsat 601 for viewers in Europe on August 2001.

MTA viewers in Europe can continue to watch MTA in Digital on Eutelsat Hotbird 4, for this, a digital decoder is required and the satellite dish will have to be adjusted to receive the signal. The parameters of this satellite are given below:

Eutelsat Hotbird 4	
Position	13 degree East
Vide Frequency	10722 MHz
Polarisation	Horizontal
Symbol Rate	29900
FEC	3/4
Video PID	Auto
Audio PID	Auto
PCR PID	Auto

MTA is already broadcasting on the above satellite. So viewers in Europe can switch over to digital now.

Please consult your local dealer for the required hardware.

(Chairman MTA International)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم فارسی کلام

دُرِّثمین فارسی کے محاسن

بلحاظ فصاحت وبلاغت

(تحریر: میاں عبدالحق رامہ (مرحوم) منشی فاضل، بی۔ اے)

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ السلام کا منظوم فارسی کلام حمد الٰہی، نعت رسول مقبول ﷺ، فضائل قرآن مجید، صداقت دین اسلام، ترغیب حسنات اور وعظ و نصیحت کا ایک ایسا بے بہا خزانہ ہے جس کی نظیر اور کہیں نہیں مل سکتی۔ یہ کلام آپ کی کتب اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اخبارات میں جگہ جگہ ملتا ہے۔ اور یکجائی طور پر بھی الگ کتابی صورت میں "در ثمین فارسی" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

اس در ثمین کا اردو ترجمہ تو ہمارے سلسلہ کے ایک بلند پایہ عالم اور صوفی منش بزرگ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ مرحوم نے کر دیا تھا جسے محترم شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی نے قیام پاکستان کے بعد شائع کیا۔ اس سے احباب جماعت کو حضرت اقدس کے فارسی کلام کو سمجھنے میں بڑی حد تک آسانی ہو گئی۔ لیکن اس بے نظیر کلام کے ظاہری و باطنی محاسن پر تا حال کسی صاحبِ ذوق نے قلم نہیں اٹھایا۔ حالانکہ کسی فصیح و بلیغ کلام کو پوری طرح سمجھنے اور اس سے حظ اٹھانے کے لئے فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے بھی اس کے محاسن سے واقفیت پیدا کرنا ضروری ہے۔ علم بلاغت کے قواعد اور تفاصیل کے مرتب کرنے کی ایک بڑی غرض یہی ہے کہ ان کے ذریعہ سے اساتذہ فن کے کلام کو کماحقہ سمجھ کر اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا جا سکے۔ اور یہ امر حضرت اقدس کے کلام کے متعلق تو اور بھی ضروری ہے کیونکہ آپ کا کلام فصاحت وبلاغت میں لاثانی ہے۔ اور اتنا حسین اور پر اثر اور دلگداز ہے جس کی کوئی انتہا نہیں۔

وجہ یہ ہے کہ یہ کلام ایک مؤید من اللہ ہستی کا ہے جسے خود ذات باری تعالیٰ نے سلطان القلم کا خطاب عطا کیا۔ (تذکرہ صفحہ ۲۰۸۔ طبع ۱۹۶۹ء) نیز الہاماً بتایا گیا کہ "درکلام تو چیزیست کہ شعراء دراں دخلے نیست"۔ (تذکرہ صفحہ ۶۵۔ طبع ۱۹۶۹ء) یعنی تمہارے کلام میں ایک ایسی چیز بھی ہے جس میں شعراء کو کوئی دخل نہیں۔

اس در ثمین میں ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں حضرت اقدس کی بعثت کی غرض (یعنی احیائے اسلام) اور اس کی تکمیل کے ذرائع کو مکمل اور مؤثر طریق پر بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً بعثت رسل، امکان وحی والہام، ضرورت امام، مجدّدین کی آمد، تبلیغ ہدایت، مخالفین اسلام کے اعتراضات کے جواب اور سب سے بڑھ کر عرفان الٰہی کے حصول کے طریق۔ غرض احیائے اسلام کے متعلق کوئی ضروری موضوع ایسا نہیں جس پر اس درّ ثمین میں روشنی نہ ڈالی گئی ہو۔ گویا یہ درّ ثمین حضرت اقدس کی تعلیم کا مکمل خلاصہ ہے۔

خاکسار کو بچپن سے ہی فارسی نظم سے دلچسپی رہی ہے۔ خصوصاً در ثمین فارسی تو اکثر خاکسار کے زیر مطالعہ رہی اور جوں جوں عمر بڑھتی گئی اس کتاب سے تعلق خاطر بھی بڑھتا گیا اور اس کی عظمت اور محاسن کے دروازے کھلتے گئے۔ اور خیال پیدا ہوا کہ اس بارہ میں کچھ لکھنا چاہئے۔ لیکن خاکسار کی کم علمی اور بے بضاعتی سدّ راہ رہی۔ چونکہ ابھی تک اور کسی دوست نے توجہ نہیں فرمائی لہذا خاکسار نے بقول مولانا جامی ؎

بیا جامی رہا کن شرمساری
زصاف و درد پیش آر آنچہ داری

(اے جامی شرم کو چھوڑ۔ شراب یا تلچھٹ جو کچھ تیرے پاس ہے سامنے لے آ)۔ ارادہ کیا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے فارسی کلام کے محاسن میں سے تھوڑا بہت جو کچھ یہ عاجز سمجھ سکا ہے اسے احباب کے سامنے پیش کر دیا جائے۔ تا ممکن ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس حقیر کوشش میں برکت ڈال دے۔ اور احباب اس درّ ثمین سے استفادہ کرنے کی طرف زیادہ متوجہ ہو جائیں۔

اس عظیم کلام کے محاسن کو کماحقہ بیان کرنا کسی کے بس کی بات نہیں۔ اور خاکسار تو اپنی کم علمی اور کوتاہ فہمی کا خود معترف ہے۔ اس اہم کام میں ہاتھ ڈالنے کے لئے خاکسار کا عذر سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ خاکسار کو اس دُرّ ثمین فارسی سے والہانہ الفت ہے۔ و ماتوفیقی الا باللّٰہ العلیّ العظیم وھو المستعان۔

ہر اچھے کلام کے محاسن کے دو پہلو ہیں۔ ایک باطنی خوبیاں یعنی کلام کی راستی عظمت اور وسعت جن کے بغیر ظاہری حسن کی کوئی وقعت نہیں۔ اور دوسری ظاہری خوبیاں یعنی عبارت کی خوبصورتی اور دلکشی جس میں وہ حقائق اور اسرار پیش کئے جائیں جو کلام کی روح ہیں۔

چنانچہ شروع میں شعر اور شاعری کے متعلق چند ضروری کوائف بیان کرنے کے بعد زیادہ اہم مضامین کے متعلق اس دُرّ ثمین سے اقتباسات پیش کئے گئے ہیں تا معلوم ہو کہ اس در ثمین کے اتنا مختصر ہونے کے باوجود اسلام کے متعلق کوئی ضروری موضوع ایسا نہیں جس کی مکمل وضاحت اس در ثمین میں کی گئی ہو اور وہ موضوع بھی ایسے ہیں کہ انسان کو مکمل انسان اور حقیقی مسلمان بننے کے لئے ان کا مطالعہ کرنا اشد ضروری اور ناگزیر ہے۔ حضرت اقدسؑ نے اپنی دوسری کتب میں بھی اور اس دُرّ ثمین میں بھی اصلاحِ خلق اور تجدید واحیاءِ دینِ اسلام کے لئے بھی قرآن و حدیث کے مطالب ایسے عمدہ دلکش اور مؤثر طریق پر بیان کئے ہیں۔ کہ خود بخود قاری کے دل میں اترتے چلے جاتے ہیں۔

یہ تو ظاہر ہے کہ اس مختصر تعارف میں نہ تو ان تمام مضامین کا ذکر کیا جا سکتا ہے جو اس دُرّ ثمین کے بحر ذخّار میں پائے جاتے ہیں اور نہ ہی ہر مضمون کے متعلق جس کا یہاں ذکر کیا گیا ہے تمام متعلقہ اقتباسات پیش کرنا ممکن ہے۔ لہذا زیادہ اہم مضامین اور ان مضامین میں سے ہر مضمون کے متعلق صرف چند اقتباسات پر اکتفا کیا گیا ہے۔ اور کسی کسی جگہ حسن کلام کی طرف اشارے کئے گئے ہیں۔

اس کے بعد حُسن کلام کی تفاصیل بیان کی گئی ہیں۔ وہاں بھی فصاحت و بلاغت کی اقسام اور جزئیات کی تشریح کرتے وقت کسی وصف یا صنعت کے متعلق وہ تمام اشعار پیش کرنا ممکن نہیں جن میں وہ وصف یا صنعت پائی جاتی ہو کیونکہ حضرت اقدسؑ کے تو ہر شعر میں متعدد اوصاف موجود ہیں یا ایک ایک شعر میں کئی کئی صنعتیں پائی جاتی ہیں۔ لہذا ہر وصف یا صنعت کے لئے چند شعر ہی بطور نمونہ پیش کئے جا سکے ہیں۔

ویسے اگر کسی شعر میں ان صنعتوں میں سے جو فصاحت و بلاغت کی کتب میں منضبط کی گئی ہیں کوئی صنعت بھی نہ لائی گئی ہو تو حضرت اقدس کی خداداد استعداد کی بنا پر محض مناسب الفاظ کے انتخاب اور ان کی موزوں ترتیب سے ہی ایسا حسن پیدا ہو گیا ہے جو دوسروں کے صنعتوں والے اشعار میں بھی نظر نہیں آتا اور دراصل یہی قادر الکلامی کی معراج ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس کے کلام کا بیشتر حصہ ایسے ہی اشعار پر مشتمل ہے۔ جیسا کہ آگے آپؑ کے کلام سے مثالیں پیش کر کے وضاحت کی جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

جس درّ ثمین کے صفحات کے حوالے دیئے گئے ہیں وہ درّ ثمین فارسی مترجم طبع ثانی مطبوعہ ۱۹۶۷ء ہے۔

☆......☆......☆......☆

شعر کیا ہے؟

کسی منظوم کلام کا جائزہ لینے کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ شعر ہے کیا چیز؟ شاعری ایک خداداد ملکہ ہے جو خاص خاص انسانوں کی طبیعت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ودیعت کیا جاتا ہے۔ یہ بات ہر کس وناکس کے بس کی نہیں۔ نہ ہر تک بندی کرنے والا شاعر کہلا سکتا ہے اور نہ ہر خود ساختہ شاعر کو قبولیت عامہ حاصل ہو سکتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿الرَّحْمٰنُ. عَلَّمَ الْقُرْآنَ. خَلَقَ الْإِنْسَانَ. عَلَّمَهُ الْبَيَانَ﴾ (سورۃ الرحمن: ۲تا۵) یعنی وہ رحمٰن خدا ہی ہے جس نے قرآن سکھایا ہے۔ اس نے انسان کو بنایا اور اسے فصاحت و بیان بخشا"۔ بیشک اس لحاظ سے بھی انسان اشرف المخلوقات ہے لیکن اس کے مختلف کمالات اور فضائل کے مظاہر خال خال ہی نظر آتے ہیں۔ اسی طرح قوت بیان بھی چیدہ چیدہ افراد کو ہی حاصل ہوتی ہے۔

عام طور پر شعر کی یہ تعریف کی جاتی ہے کہ "کلام موزون جسے متکلم نے بالارادہ موزون کیا ہو"۔ یہ تعریف مکمل نہیں کیونکہ شاعری صرف وزن اور قافیہ کا نام ہی نہیں۔ مثلاً ایسے منظوم باقافیہ کلام کو جیسے:

دندان تو جملہ دردہان اند
چشمانِ تو زیر ابروان اند

(تیرے سب دانت منہ میں ہیں اور تیری آنکھیں ابروؤں کے نیچے ہیں)۔ کو شعر نہیں کہہ سکتے۔ اسی لئے شبلی نعمانی نے نظامی عروضی سمرقندی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ:

"شاعری اس کا نام ہے کہ مقدمات موہومہ کی ترتیب سے اچھی چیز بدنما اور بری چیز خوشنما ثابت کی جائے جس سے محبت اور غضب کی قوتیں مشتعل ہو جائیں"۔ (شعر العجم حصہ اوّل صفحہ ۱۰)

یہ تعریف بھی کچھ اچھی نہیں۔

چنانچہ یہی بزرگ آگے چل کر لکھتے ہیں کہ:

"شعر (جیسا کہ ارسطو کا مذہب ہے) ایک قسم کی مصوری یا نقالی ہے۔ فرق یہ ہے کہ مصور صرف مادی اشیاء کی تصویر کھینچ سکتا ہے بخلاف اس کے شاعر ہر قسم کے خیالات، جذبات اور احساسات کی تصویر کھینچ سکتا ہے۔ ایک شخص کا عزیز دوست جدا ہو رہا ہے۔ اس حالت میں جو اس پر صدمے گزرتے ہیں اور دلدوز خیالات کا جو طوفان اس کے دل میں اٹھتا ہے شاعر اس کی تصویر اس طرح کھینچ سکتا ہے کہ اگر رنج و غم مادی چیزیں ہوتیں اور ان کی تصویر کھینچی جاتی تو وہی ہوتی جو شاعر نے الفاظ کے ذریعہ کھینچی تھی"۔

(شعر العجم حصہ اول صفحہ ۱۲)

یہی بزرگ (مولانا شبلی نعمانی) مزید لکھتے ہیں کہ:

"شاعر کے لفظی معنی صاحبِ شعور کے ہیں۔ شعور اصل میں احساس (Feeling) کو کہتے ہیں یعنی شاعر وہ شخص ہے جس کا احساس قوی ہو۔ انسان پر خاص خاص حالتیں طاری ہوتی ہیں مثلاً رونا، ہنسنا، انگڑائی لینا، یہ حالتیں جب انسان پر غالب ہوتی ہیں تو اس سے خاص خاص حرکات صادر ہوتی ہیں۔ رونے کے وقت آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ ہنسی کے وقت ایک خاص آواز پیدا ہو جاتی ہے۔ انگڑائی میں اعضاء تن جاتے ہیں۔ اسی طرح شعر بھی ایک خاص حالت کا نام ہے۔ شاعر کی طبیعت پر رنج یا خوشی یا غصہ یا استعجاب کے طاری ہونے کے وقت ایک خاص اثر پڑتا ہے اور یہ اثر موزون الفاظ کے ذریعہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ اسی کا نام شاعری ہے"۔ (شعر العجم حصہ اول صفحہ ۱۳۔۱۴)

ایک اور بزرگ لکھتے ہیں کہ "شعر کے معنی ہیں صحیح فراست اور درست فکر اور استدلال سے مفہوم کلام کو پانا۔ اور اصطلاح میں اس کلام کو کہتے ہیں جو سوچ بچار کر کہا جائے۔ بامعنی ہو، وزن اور قافیہ رکھتا ہو۔ ایک فاضل نے کہا ہے "اِنَّهٗ نَفَثَةٌ رُوْحَانِيَّةٌ تَتَمَزَّجُ بِاَجْزَاءِ النُّفُوْسِ وَلَا تَحُسُّ بِهٖ مِنْهَا غَيْرُ النُّفُوْسِ الذَّكِيَّةِ "یعنی القائے روحانی جو دل کے گوشوں میں گھس جاتے ہیں لیکن تیز فہم شخص کے سوا اسے کوئی محسوس نہیں کر سکتا۔

اسی طرح ایک اور بزرگ نے کہا ہے:
"اَلشِّعْرُ قَوْلٌ یَّصِلُ اِلَی الْقَلْبِ بِلَا اِذْنٍ" یعنی شعر ایسا کلام ہے جو بلا اجازت دل میں اتر جاتا ہے"۔(ماخوذ از دبیرالعجم صفحہ ۵۰۔۵۱)

ان مختلف اقوال کا خلاصہ یہ ہے کہ شعر وہ کلام ہے جس سے شاعر کے جذبات اور احساسات کا پورا پورا اظہار ہوتا ہے اور جو سننے والے کے دل پر گہرا اثر ڈالتا ہے۔ اسے بالارادہ ایسے اوزان پر موزون کیا جاتا ہے جو ترنم کے لئے مناسب ہوں کیونکہ ترنم بھی کلام کے تاثر کو بڑھانے کا ایک بڑا ذریعہ ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے کہ ﴿وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا﴾(المزمل :۵) یعنی قرآن کو ترنم کے ساتھ پڑھو۔ قافیہ شعر کا جزو لاینفک نہیں۔ البتہ پہلے اکثر اس کا التزام کیا جاتا تھا۔ جس نظم میں قافیہ کا التزام نہ ہو اسے آزاد نظم کہتے ہیں اور آج کل اس کا بہت رواج چل نکلا ہے۔ اسی طرح قافیہ کے ساتھ روی کا ہونا بھی ضروری نہیں۔ یہ اہل فارس کی ایجاد ہے۔ عرب شاعری میں اس کا رواج نہیں تھا۔

شعر کی مذکورہ بالا تعریف سے ظاہر ہے کہ یہ ایک دودھاری تلوار ہے جو دوست دشمن دونوں کو کاٹ سکتی ہے۔ شعر اخلاق حسنہ پر بھی ابھارتا ہے اور اخلاق رذیلہ پر بھی اکساتا ہے۔ چنانچہ مولانا شبلی نعمانی لکھتے ہیں:

"شریفانہ اخلاق پیدا کرنے کا شاعری سے بہتر کوئی آلہ نہیں ہو سکتا۔ علم اخلاق ایک مستقل فن ہے اور فلسفہ کا جزو اعظم ہے۔ ہر زبان میں اس فن پر بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں لیکن اخلاقی تعلیم کے لئے ایک ایک شعر ضخیم کتاب سے زیادہ کام دے سکتا ہے۔ شاعری ایک مؤثر چیز ہے اس لئے جو خیال اس کے ذریعہ سے ادا کیا جاتا ہے دل میں اتر جاتا ہے اور جذبات کو انگیخت کرتا ہے۔ اس بنا پر اگر شاعری کے ذریعہ سے اخلاقی مضامین بیان کئے جائیں اور شریفانہ جذبات مثلاً شجاعت، ہمت، غیرت، حمیّت، آزادی کو اشعار کے ذریعہ سے ابھارا جائے تو کوئی اور طریقہ برابری نہیں کر سکتا"۔

(شعرالعجم حصہ چہارم صفحہ ۹۳)

پھر لکھتے ہیں کہ "فارسی شاعری اس وقت تک قالب بیجان تھی جب تک اس میں تصوف کا عنصر شامل نہیں ہوا۔ شاعری اصل میں اظہار جذبات کا نام ہے۔ تصوف سے پہلے جذبات کا سرے سے وجود ہی نہ تھا۔ قصیدہ، مداحی اور خوشامد کا نام تھا۔ مثنوی واقعہ نگاری تھی۔ غزل زبانی باتیں تھیں۔ تصوف کا اصل مایۂ خمیر عشق حقیقی ہے۔ جو سر تا پا جذبہ اور جوش ہے۔ عشق حقیقی کی بدولت مجازی کی بھی قدر ہوئی اور اس آگ نے تمام سینہ و دل گرما دئے۔ اب زبان سے جو کچھ نکلتا تھا گرمی سے خالی نہیں ہوتا تھا۔ ارباب دل ایک طرف اہل ہوس کی باتوں میں بھی تاثیر آ گئی"۔

(شعرالعجم حصہ پنجم صفحہ ۱۲۰)

لیکن "شاعری میں جب عاشقانہ خیالات آتے ہیں تو بہت جلد ہوا وہوس کی طرف منجر ہو جاتے ہیں۔ اور رفتہ رفتہ تمام شاعری رندانہ اور عیاشانہ خیالات سے بھر جاتی ہے۔ یہاں تک کہ بیحیائی اور فحش تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ عاشقانہ شاعری چھٹی صدی میں شروع ہوئی۔ چونکہ ایران کو رندی اور عیش پرستی سے خاص مناسبت ہے اس لئے احتمال تھا کہ بہت جلد اس کے خمیر میں عفونت آ جائے لیکن تصوف نے کئی سو برس تک اسکی لطافت میں فرق نہ آنے دیا۔ تصوف کا اعجاز یہ تھا کہ وہ الفاظ جو رندی اور عیاشی کے لئے خاص تھے وہ حقائق اور اسرار کے ترجمان بن گئے"۔

(شعرالعجم حصہ پنجم صفحہ ۱۳۳)

غرض "شاعری کے جس قدر اقسام ہیں یعنی فلسفیانہ، اخلاقی، عشقیہ، تخئیلی سب سے مفید کام لئے جاسکتے ہیں۔ فلسفیانہ شاعری دقیق خیالات کو آسانی کے ساتھ ذہن نشین کر سکتی ہے۔ اخلاقی شاعری اخلاق کو سنبھالتی ہے۔ عشقیہ شاعری سے زندہ دلی اور تازگی روح پیدا ہوتی ہے۔ تخئیل سے طبیعت کو اہتزاز اور انبساط ہوتا ہے۔ لیکن افسوس کہ اکثر شعرائے ایران نے شاعری کا صحیح استعمال نہیں کیا۔ بہ لحاظ غالب شاعری صرف دو کام کے لئے مخصوص ہو گئی۔ سلاطین اور امراء کی مداحی جس میں کذب و افترا کا طومار باندھا جاتا تھا۔ اور عشق وعاشقی جو دور از کار مبالغوں اور فضول گوئیوں سے معمور تھی۔ متاخرین نے تخئیل کو البتہ بہت وسعت دی لیکن اس میں اس قدر اعتدال سے تجاوز کر گئے کہ تخئیل نہیں رہی بلکہ معما بن گئی"۔

(شعرالعجم حصہ چہارم صفحہ ۹۵)

قرآن کریم نے شاعری کے دونوں پہلو (اچھے برے) بڑی وضاحت سے بیان کئے ہیں۔ ﴿هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰی مَنْ تَنَزَّلُ الشَّیٰطِیْنُ . تَنَزَّلُ عَلٰی كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِیْمٍ. یُّلْقُوْنَ السَّمْعَ وَاَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ . وَالشُّعَرَآءُ یَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ .اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِیْ كُلِّ وَادٍ یَّهِیْمُوْنَ . وَاَنَّهُمْ یَقُوْلُوْنَ مَا لَا یَفْعَلُوْنَ . اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ﴾(الشعراء :۲۲۲ تا ۲۲۸) یعنی کیا میں تمہیں بتاؤں کہ شیطان کس پر اترتے ہیں؟ وہ ہر جھوٹے گنہگار پر اترتے ہیں۔ وہ اپنے کان آسمان کی طرف لگائے رکھتے ہیں۔ اور ان میں سے اکثر جھوٹے ہوتے ہیں۔ (یہی وجہ ہے کہ) گمراہ لوگ ہی شاعروں کی پیروی کرتے ہیں۔ (اے مخاطب) کیا تو نہیں سمجھ سکتا کہ شعراء تو ہر وادی میں بھٹکتے پھرتے ہیں اور وہ ایسی باتیں کہتے ہیں جو کرتے نہیں۔ ہاں ان کے سوا (ایسے شاعر بھی ہیں) جو مومن ہیں اور نیک عمل بجالاتے ہیں۔ اور (اپنے شعروں میں) اللہ کا بہت ذکر کرتے ہیں۔ اور (اگر ہجو کرتے ہیں تو ابتداء نہیں کرتے بلکہ) مظلوم ہونے کے بعد جائز بدلہ لیتے ہیں اور ظالم لوگ ضرور ہی جان لیں گے کہ ان کا انجام کیا ہو گا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت اقدسؑ کا کلام اس شاعری کا بہترین نمونہ ہے جسے قرآن کریم نے جائز قرار دیا ہے۔ آپ نے اس شاعری کو صرف روحانیت اور اخلاقیات جیسے بلند مقاصد کے لئے استعمال فرمایا اور اپنے شعروں میں خدا، خدا کے نبیؐ، اور خدا کے کلام کا اس کثرت سے اور والہانہ انداز سے ذکر کیا کہ اس کی مثال کسی پہلے یا پچھلے شاعر کے کلام میں قطعاً نہیں مل سکتی۔ اور خدا اور رسولؐ کے ذکر میں عشق و محبت کے رموز و نکات بھی خوب خوب بیان فرمائے۔ آپ کے کلام میں کسی معمولی سے معمولی خلاف اخلاق حسنہ امر کا شائبہ نہیں پایا جاتا۔ ورنہ فارسی کے شعراء میں سے سوائے چند ایک کے باقی سب بڑے بڑے صوفی بزرگ بھی اس حمام میں ننگے نظر آتے ہیں۔

یہ شرف صرف حضرت مسیح موعودؑ کو ہی حاصل ہے کہ آپ نے شعر کی بلند ترین چوٹیوں کو چھوا لیکن کبھی متانت اور سنجیدگی کے دامن کو نہ چھوڑا۔ ہمیشہ صاف ستھرے الفاظ استعمال فرمائے یہاں تک کہ ذو معنی الفاظ سے بھی پرہیز کیا۔ ہاں اپنی خداداد فصاحت و بلاغت سے کام لے کر خشک سے خشک مضمونوں کو بھی لذیذ اور رسیلا بنا دیا۔ جیسا کہ آگے آپ کے کلام کے نمونوں سے واضح ہو جائے گا۔

☆......☆......☆......☆

کیا اسلام میں شاعری جائز نہیں؟

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ شریعت اسلامیہ کی رو سے شاعری ناجائز ہے۔ یہ خیال درست نہیں۔ کیونکہ اگر متذکرہ بالا آیات کا یہی مفہوم ہوتا تو آنحضرت ﷺ یہ نہ فرماتے کہ "اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً" (مشکوٰۃ باب البیان والشعر) یعنی شعر میں بھی دانائی کی باتیں ہیں۔ اور نہ حسان بن ثابتؓ کو کفار کے مقابلہ میں ہجو کی اجازت مرحمت فرماتے۔ (اُهْجُ الْمُشْرِكِیْنَ فَاِنَّ جِبْرِیْلَ مَعَكَ......اَجِبْ عَنِّیْ اَللّٰهُمَّ اَیِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ). (مشکوٰۃ باب البیان والشعر)۔ یعنی مشرکوں کی ہجو بیان کر۔ (اس کام میں) یقیناً جبریل تیرے ساتھ ہے...... میری طرف سے مشرکوں کو جواب دے۔ اے خدا روح القدس سے اس کی مدد فرما۔

اسی طرح کعبؓ بن زبیر نے اپنا قصیدہ پیش کیا تو آنحضرت ﷺ نے اسے پسند فرمایا اور اپنی چادر اسے عنایت فرمائی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ "عن عمرو بن الشرید عن ابیه قال رَدِفتُ رسول الله ﷺ یوماً فقال هل معك من شعر امیّة بن الصّلت من شیءٍ. قلتُ نعم . قال هیه فانشدته بیتاً فقال هیه. ثُمَّ انشدته بیتاً. فقال هیه. حتی انشدته مأة بیت" (مشکوٰۃ باب البیان والشعر) یعنی عمرو بن شرید نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ ایک دن میں کسی سواری پر رسول اللہ ﷺ کے پیچھے بیٹھا تھا۔ آپؐ نے دریافت کیا کہ کیا تجھے امیہ بن ابی الصّلت کے کچھ شعر یاد ہیں۔ میں نے کہا ہاں یاد ہیں۔ فرمایا پڑھو۔ میں نے ایک شعر سنایا۔ آپؐ نے فرمایا اور پڑھو۔ تو میں نے اور شعر پڑھا۔ آپؐ نے فرمایا اور پڑھو۔ حتی کہ مَیں نے آپ کو ایک سو شعر سنائے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے شعروں کا سننا بھی جائز ہے جن کا کہنے والا فاسق وفاجر ہو۔

ایک اور موقعہ پر کسی نے سوال کیا۔ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا ذَا تَرٰی فِی الشِّعْرِ . فَقَالَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ یُجَاهِدُ بِسَیْفِهٖ وَلِسَانِهٖ ۔ کہ یا رسول اللہ شعر کے بارہ میں آپؐ کی کیا رائے ہے۔ فرمایا مومن تلوار سے بھی جہاد کرتا ہے اور زبان سے بھی۔ پس شعر کہنا اور سننا بالکل جائز اور روا ہے۔

پھر ابتدائے اسلام سے لے کر آج تک بڑے سے بڑے صوفی اور زاہد بھی شعر کہتے رہے ہیں۔ ہاں جو شعر رذائل پر اکسائیں وہ بے شک منع ہیں۔ لیکن جو شعر خدا، رسول اور حسنات کی طرف کھینچیں انہیں کس طرح حرام قرار دیا جاسکتا ہے؟

البتہ جائز شاعری میں بھی افراط و تفریط سے بچنا لازم ہے۔ چنانچہ ایک جگہ بعض شاعرانہ مذاق کے دوست ایک باقاعدہ انجمن مشاعرہ قائم کرنا چاہتے تھے۔ اس کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ سے دریافت کیا گیا۔ فرمایا: "یہ تضیع اوقات ہے کہ ایسی انجمنیں قائم کی جائیں اور لوگ شعر بنانے میں مستغرق رہیں۔ ہاں یہ جائز ہے کہ کوئی شخص ذوق کے وقت کوئی نظم لکھے اور اتفاقی طور پر کسی مجلس میں سنائے یا کسی اخبار میں چھپوائے۔ ہم نے اپنی کتابوں میں کئی نظمیں لکھی ہیں مگر اتنی عمر ہوئی کسی مشاعرہ میں شامل نہیں ہوئے۔ میں ہرگز پسند نہیں کرتا کہ کوئی شخص شاعری میں نام پیدا کرنا چاہے۔ ہاں اگر حال کے طور پر نہ صرف قال کے طور پر اور جوش روحانی سے اور نہ خواہش نفسانی سے کبھی کوئی نظم جو مخلوق کے لئے مفید ہو لکھی جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ مگر یہی پیشہ اختیار کر لینا ایک منحوس کام ہے"۔ (الحکم ۳۰؍جون والبدر ۲۷؍جون ۱۹۰۱ء)

اسی طرح ایک دفعہ "اشعار اور نظم پر سوال ہوا اور (حضرت اقدس نے) فرمایا کہ نظم تو ہماری اس مجلس میں بھی سنائی جاتی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے بھی ایک دفعہ ایک شخص خوش الحان کی تعریف سن کر اس سے چند ایک شعر سنے۔ پھر فرمایا رحمك الله ۔ یہ لفظ آپ جسے کہتے تھے وہ جلد شہید ہو جاتا تھا۔ چنانچہ وہ بھی میدان میں جاتے ہی شہید ہو گیا۔ ایک صحابی نے آنحضرت ﷺ کے بعد مسجد میں شعر پڑھے۔ حضرت عمرؓ نے روکا کہ مسجد میں مت پڑھو۔ وہ غصہ میں آ گیا اور کہا کہ تو کون ہے کہ مجھے روکتا ہے۔ میں نے اسی جگہ اور اسی مسجد میں آنحضرت ﷺ کے سامنے شعر پڑھے تھے اور آپؐ نے منع نہ کیا۔ حضرت عمرؓ خاموش ہو گئے۔

ایک شخص کا اعتراض پیش ہوا کہ مرزا صاحب شعر کہتے ہیں۔ فرمایا آنحضرت ﷺ نے خود بھی شعر پڑھے ہیں اور پڑھنا اور کہنا ایک ہی بات ہے۔ پھر آنحضرت ﷺ کے صحابی شاعر تھے۔ حضرت عائشہؓ، امام حسنؓ اور امام حسینؓ کے

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

رحیمیت کو جو انسان کی دعا کو چاہتی ہے خاص انسان کے لئے مقرر فرمایا ہے
اس لئے کہ یہ ایک ایسا فیض ہے جو دعا سے حاصل ہوتا ہے

سورۃ البقرہ کی ان آیات کے حوالہ سے جن میں اللہ تعالیٰ کے رحیم ہونے کا ذکر آتا ہے رحیمیت کے مختلف پہلوؤں کی وضاحت

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز - فرمودہ ۲۷/اپریل ۲۰۰۱ء بمطابق ۲۷/شہادت ۱۳۸۰ھ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

صفات باری تعالیٰ کا مضمون چل رہا ہے اور آج مَیں نے نسبتاً چھوٹے خطبہ کے لئے مواد اکٹھا کیا ہے اور صرف سورۃ البقرہ کی وہ آیات اخذ کی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کے رَحِیْم ہونے کا ذکر آتا ہے اور ان آیات پر غور کرنے سے رحیمیت کے مختلف معانی انسان پر کھلتے چلے جاتے ہیں۔ پہلی آیت سورۃ البقرہ کی آیت ۱۴۴ ہے۔ فرمایا:

﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾۔ ہم نے تمہیں وسط امت بنایا ہے۔ وسط امت سے مراد ایسی امت ہے جس کا نہ دائیں رجحان ہو نہ بائیں رجحان ہو۔ صراط مستقیم پر قائم ہو اور وَسَطاً عربی محاورہ میں بہترین کو بھی کہا جاتا ہے اور بہترین وہی ہوتا ہے جس کا نہ دائیں رجحان ہو اور نہ بائیں رجحان ہو۔ وہ سیدھا صراط مستقیم پر چلنے والا ہو۔ یہ صفات اگر تم میں ہوں تو ﴿شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ﴾ تو تم لوگوں پر نگران بن سکو گے۔ اگر یہ صفات نہیں ہیں تو تم لوگوں پر نگران نہیں بن سکو گے۔ ﴿وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾ اور رسول تم پر نگران ہوگا۔

اب رسول تم پر نگران ہوگا ان معنوں میں کہ آپ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تمام کائنات میں نگران کے طور پر چنے گئے۔ نبیوں کے بھی آپؐ نگران تھے۔ مگر امّت وسطٰی کے نگران ہونے کی صورت میں اس طرف اشارہ ہے کہ خبردار رسول کی تنبیہات سے اِدھر اُدھر قدم نہ رکھنا ورنہ تم دوسروں کی نگرانی سے محروم ہو جاؤ گے۔

پھر فرمایا: ﴿وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ﴾ اور ہم نے اس قبلہ کو تبدیل نہیں کیا۔ اس قبلہ کو نہیں بنایا تھا جس پر تو تھا مگر تا کہ جان لیں کہ رسول کی متابعت کون کرتا ہے اور کون اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاتا ہے۔ ﴿وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ﴾ اور اگرچہ یہ بات بہت بوجھل تھی مگر ان لوگوں پر جن کو اللہ نے ہدایت دی۔ ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ اور اللہ تعالیٰ یہ نہیں چاہتا کہ تمہارے ایمانوں کو ضائع فرمادے۔ یقیناً اللہ انسانوں سے رؤف بھی ہے اور رحیم بھی ہے۔ اس میں تمام انسانوں کے لئے رؤف اور رحیم کا ذکر آیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو بھی تمام بنی نوع انسان کے لئے رؤف قرار دیا گیا ہے بالخصوص مومنوں کے لئے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ مومن چونکہ خدا کی راہ میں محنت کرتے ہیں اور جدوجہد کرتے ہیں اور رحیمیت کا تقاضا ہے کہ جو محنت اور جدوجہد کرے اس کو اس کی محنت کا پورا پورا پھل عطا کیا جائے۔ پس اس پہلو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم خصوصیت کے ساتھ مومنوں کے لئے رؤف اور رحیم بنائے گئے جبکہ رحمانیت کی صفت کے تابع آپ تمام دنیا کے لئے رحمٰن مقرر کئے گئے۔

ایک دوسری آیت سورۃ البقرہ سے ہی لی گئی ہے۔ ﴿رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۔ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۔ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ﴾۔ (سورۃ البقرہ: ۱۲۹) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا ہے کہ ہم دونوں کو ﴿مُسْلِمَةً لَّكَ﴾ اپنے لئے تسلیم ورضا کا سر خم کرنے والا بنا اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک امت ہو جو ﴿مُسْلِمَةً لَّكَ﴾ جو تیرے ہی حضور میں پوری طرح اسلام کو قبول کرنے والی یعنی تیرے حضور اپنا سر خم کرنے والی ہو۔ ﴿وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا﴾ اور ہمیں ہماری قربان گاہیں دکھا۔

اب یہ بہت بڑی اور مشکل دعا ہے کہ ہمیں اپنی قربان گاہیں دکھا۔ یعنی جن راہوں پر چل کر تجھے قربانی منظور ہوتی ہے، وہ ساری راہیں ہمیں دکھا۔ ہم ان پر چل کر تیری راہ میں قربانیاں پیش کریں۔ لیکن ایک شرط کے ساتھ ﴿اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ﴾ کہ اس میں ہو سکتا ہے ہم سے غلطیاں بھی سرزد ہوں اور غلطیاں سرزد ہوں تو تُو سب سے زیادہ توبہ قبول کرنے والا اور رحیم ہے یعنی بار بار رحم کرنے والا ہے۔

پھر ایک اور آیت البقرہ کی آیت ۵۵ ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ. ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ﴾۔ اے میری قوم تم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ﴿بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ﴾ بچھڑے کو پکڑ کر یعنی بچھڑے کو اپنا معبود بنا کر۔ ﴿فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ﴾ پس اپنے رب کے حضور توبہ اختیار کرو۔ ﴿فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ﴾ اور اپنے نفسوں کو قتل کرو۔

بعض پرانے مفسرین اس کا یہ جو مفہوم لیتے ہیں کہ یہ حکم تھا کہ ایک دوسرے کو قتل کرنا شروع کر دو۔ یہ بالکل ایک لغو بات ہے اور قرآن کریم کی طرف ہرگز منسوب نہیں ہو سکتی۔ اُقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ سے مراد نفس کا قتل ہے یعنی اپنے اندر انسان جو برے خیالات اور بدرو کو پاتا ہے اس کا قتل کرو۔ تو چونکہ انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا بچھڑے کو معبود بنا کر تو اس کا قطعی جواب یہی ہونا چاہئے تھا کہ تمہاری جانوں میں جو بچھڑے پڑے ہوئے ہیں، جو جھوٹے معبود ہیں ان کو مارو یعنی اپنے نفس کو قتل کرو۔ ﴿ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ﴾ یہ تمہارے لئے تمہارے پیدا کرنے والے کے حضور بہتر ہے۔ ﴿ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ. فَتَابَ عَلَيْكُمْ﴾۔ پس اس نے تمہاری توبہ کو قبول فرمالیا۔ ﴿اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ﴾ یقیناً وہ بہت اور بار بار توبہ قبول کرنے والا ہے اور رحیم ہے یعنی بار بار غلطی کرتے ہو اور بار بار وہ تم سے رحمت کا سلوک فرماتا ہے۔

ایک آیت حضرت آدمؑ کے بارہ میں ہے ﴿فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ﴾۔ ﴿فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ﴾۔ آدم نے اپنے رب سے کچھ کلمات سیکھے ﴿فَتَابَ عَلَيْهِ﴾ پس وہ رب آدم پر مہربان ہو گیا، اس کی توبہ قبول کر لی۔ ﴿اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ﴾ یقیناً وہ بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا اور بار بار رحم فرمانے والا ہے۔ (البقرہ: ۳۸) حضرت آدمؑ کو خدا تعالیٰ نے خود ہی توبہ کے الفاظ بتائے تھے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ انسان کو اپنی توبہ کے لئے بھی خود الفاظ نہیں مل سکتے جب تک اللہ تعالیٰ اس کی طرف راہنمائی نہ فرمائے۔ پس اگر کوئی سچے معنوں میں توبہ کرنے والا ہو اور اپنے گناہوں سے بخشش چاہتا ہو تو اس کو اللہ تعالیٰ سے یہی دعا کرنی چاہئے کہ اے میرے خدا مجھے وہ الفاظ سکھا دے جن کے ذریعہ میں تیرے حضور توبہ کا حقدار بن جاؤں۔ ﴿اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ﴾ اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول کرنے والا اور بار بار رحم فرمانے والا ہے۔ یعنی

ہر دفعہ جب انسان سچے دل سے خدا کے حضور جھکتا ہے تو وہ رحمت کے ساتھ اس کو قبول فرمالیتا ہے۔

ایک سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۷۴ ہے۔ ﴿اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَ مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِاللّٰهِ ۔ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَاعَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۔ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾۔ ﴿اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ﴾ اللہ تعالیٰ نے تو صرف تم پر مردار حرام کئے ہیں اور خون اور سور کا گوشت ﴿وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ﴾ اور جو اللہ کے سوا کسی اور کی خاطر یعنی جھوٹے معبودوں کی خاطر ذبح کیا جائے۔ ﴿فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ﴾ لیکن اگر کوئی بھوک سے سخت مجبور ہو جائے اور اس کا دل نہ چاہتا ہو کہ وہ حرام کی طرف جھکے ﴿وَّلَاعَادٍ﴾ اور اس میں پھر کھانے میں زیادتی بھی کرلے صرف جان بچانے کے لئے کچھ اس کو کھانا ہو تو اتنا ہی کھائے۔ ﴿اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ وہ اللہ تعالیٰ کو بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا پائے گا۔ یعنی وہ باتیں جو اس پر کھانے کے لئے حرام بھی قرار دی گئی تھیں اگر وہ صرف جان بچانے کے لئے کچھ اس میں سے کھالے مگر صرف اتنا کھائے جتنا اس کو جان بچانے کے لئے ضرورت ہو تو ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ اس کو بہت بخشے گا اور اس پر پھر بار بار رحم فرمائے گا۔ تو یہ رحیمیت کے مختلف معانی قرآن کریم کی مختلف آیات سے ظاہر ہوتے چلے جاتے ہیں۔

ایک آیت چھوٹی سی ہے ﴿وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ﴾۔ (البقرہ:۱۶۴) اور تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔ کوئی معبود نہیں مگر وہی رحمان (اور) رحیم۔ اب رحمانیت کے تابع تو اللہ تعالیٰ نے بن مانگے سب کچھ دیا۔ ساری کائنات بنائی۔ انسان کا کوئی وجود بھی نہیں تھا اور اس کے بعد وہ اس کو بھول نہیں گیا یعنی اس کے رحم نے تکرار کی ہے اور بار بار اس نے رحمت فرمائی ہے۔ اور یہ سلسلہ جاری و ساری ہے جیسے کل وہ رحمت اس وقت فرما چکا تھا جبکہ کوئی مانگنے والے کا وجود نہیں تھا۔ اب بھی بار بار حسب ضرورت وہ رحمت کا اجراء کرتا چلا جاتا ہے۔

دو اور آیات ہیں البقرہ ۱۶۰، ۱۶۱۔ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِى الْكِتٰبِ ۔ اُوْلٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ﴾۔ یقیناً وہ لوگ جو چھپاتے ہیں ﴿مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ﴾ ان چیزوں کو جو ہم نے کھلی کھلی آیات کی صورت میں روشن دلائل کی صورت میں ظاہر فرمائی ہیں ﴿وَالْهُدٰى﴾ اور ہدایت کو ﴿مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِى الْكِتٰبِ﴾ بعد اس کے کہ ہم نے ان دونوں چیزوں کو خوب کھول کھول کر بنی نوع انسان کے فائدہ کے لئے کتاب میں ظاہر فرمادیا تھا۔ یہی وہ لوگ ہیں ﴿يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ﴾ کہ ان پر اللہ کی لعنت ہوگی اور اللہ کے ان پر لعنت فرمانے کے علاوہ لعنت کرنے والے ان پر لعنت کرتے چلے جائیں گے۔ پس یہاں اولین طور پر یہود مراد ہیں جو مَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ ہیں۔ ان پر انسان کی طرف سے بھی بار بار لعنت ہوتی ہے اور اللہ کی لعنت کا تو مستقل قیامت تک کے لئے شکار ہو چکے ہیں۔ ہاں مگر انصاف کا تقاضا ہے کہ ان میں سے بھی جو توبہ کرلیں ان کی توبہ قبول ہو جائے گی۔ یعنی قیامت تک سے یہ مراد نہیں ہے کہ سب کو یکساں ایک ہی لاٹھی سے ہانکا جائے گا۔ ﴿اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَ اَصْلَحُوْا﴾ ہاں وہ لوگ جنہوں نے توبہ کی اور اصلاح کی ﴿وَبَيَّنُوْا﴾ اور خوب کھول لیا معاملہ کو۔ پہلے بَيِّنَات اور هُدٰى سے ہٹنے والے لوگ تھے۔ اب انہوں نے خوب کھول کھول کر ہدایت کی بات کو غلطی کی بات سے الگ کرلیا۔ ﴿فَاُوْلٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ﴾ پس یہی وہ لوگ ہیں جن کی توبہ کے ساتھ میں رجوع کرتا ہوں، جن کی توبہ کو میں قبول فرماتا ہوں۔ ﴿وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ﴾ اور میں بہت توبہ قبول کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہوں۔ پس یہود جن پر خدا کی اور بنی نوع انسان کی لعنت ڈالی گئی تھی قرآن کریم کے انصاف کا حال دیکھیں کہ کس طرح ان میں سے بھی مستثنیٰ کر دیا ہے ان لوگوں کو جو کسی وقت بھی توبہ کرلیتے ہیں اور پھر وہ اللہ کو ایسا پائیں گے کہ ان پر وہ بار بار رحم فرماتا ہے۔

یہ چند آیات سورۃ البقرہ سے لی گئی تھیں اور اب میں احادیث لیتا ہوں جو اسی مضمون کو مختلف صورتوں میں وضاحت کے ساتھ پیش کرتی ہیں۔ ایک روایت بخاری کتاب البیوع کی حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تین قسم کے لوگ ایسے ہیں جن سے قیامت کے روز میں سخت باز پُرس کروں گا۔ ایک وہ جس نے میرے نام پر کسی کو پناہ دی، پھر غداری یا دھوکہ بازی کی“۔ اللہ کے نام پر پناہ کے بعد پھر دھوکہ کرنا بہت بڑا گناہ ہے کیونکہ وہ اللہ کی حفاظت میں آجاتا ہے یہ سمجھ کر کہ اس شخص نے امان دے دی ہے تو ایسے شخص پر اللہ تعالیٰ بہت ناراض ہوگا، قیامت کے دن اس کی سخت باز پرس ہوگی۔

”دوسرا وہ شخص جس نے کسی آزاد کو پکڑ کر بیچ دیا اور اس کی قیمت لے کر کھا گیا“۔ اب دیکھئے مسلمانوں پر تو بہت اعتراض کیا جاتا ہے مستشرقین کی طرف سے کہ انہوں نے غلامی کو جاری کیا حالانکہ قرآن کریم نے جس طرح غلامی کو ختم کیا ہے اور بار بار آزاد کرنے کا حکم دیا ہے اس کی کوئی مثال کسی الٰہی کتاب میں اس سے پہلے نظر نہیں آتی۔ اس کثرت سے غلاموں کو آزاد کرنے کا حکم ہے کہ ایک موقع پر ایک صحابی نے ساٹھ ہزار غلاموں کو یعنی مسلمان غلام نہیں تھے بلکہ غیروں سے خرید کر ان کو آزاد کردیا تھا تو ان پر اعتراض ہے جبکہ خود یہ جتنے ویسٹ انڈیز اور امریکہ میں کالے آباد ہوئے ہیں یہ اکثر غانا سے پکڑ پکڑ کر قید کر کے ان کو زنجیروں میں باندھ کر وہاں بھجوایا جاتا تھا۔ اور اسی طرح بعض دوسرے افریقن ممالک سے بھی ان کو پکڑ کر باہر اپنی نوآبادیات میں بھجوادیا جاتا تھا اور ان سے ظالمانہ اور مفت کام لیا جاتا تھا اور جن جہازوں میں وہ جاتے تھے وہاں اس طرح قید ہوتے تھے کہ بلیک ہول بھی اس کے سامنے کوئی چیز نہیں۔ نہایت ہی ظالمانہ طریق پر ان کو چھوٹے چھوٹے کمروں میں ٹھونس دیا جاتا تھا۔ تو "Physician Heal Thyself" والی بات ہے تو یہ بنی نوع انسان کو غلامی سے نجات دلانے والے لوگ اپنے گریبان میں بھی منہ ڈال کر دیکھیں کہ انہوں نے کتنے کتنے ظلم کئے ہوئے ہیں اور ایک پوری دنیا ہے امریکہ کی، نارتھ امریکہ اور ساؤتھ امریکہ کی جس میں کالوں کو اپنا مظلوم غلام بنا کر رکھا گیا اور اب جو آزادی کی لہر چلی ہے اس میں بھی ان کے ساتھ لازماً بے رحمی کا دوسرا سلوک ہوتا ہے۔ یعنی ان کو ہر اعلیٰ تعلیم میں اوپر آنے سے کئی بہانوں سے روک دیا جاتا ہے اور سیاست میں غلبہ سے روک دیا جاتا ہے حالانکہ وہ بڑی بھاری تعداد میں وہاں موجود ہیں۔ دکھاوے کے طور پر چند مورتیں صورتیں آپ کو دکھائی دے دیں گی مگر اکثر محض دھوکہ ہے اس لئے وہاں بڑا شدید ردّعمل پایا جاتا ہے۔ تو اسلام پر ظلم اور غلامی کا دعویٰ کرتے ہیں یا اتہام لگاتے ہیں اور اپنا حال یہ ہے کہ آزادی نصیب نہیں ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ بار بار کالوں کی طرف سے Movements چلتی ہیں بغاوت کی اور جتنی Movements چلتی ہیں اس سے ان کو الٹا نقصان بھی ہوتا ہے گویا ان کو بھی یہ ہوا دیتے ہیں کہ ایسی Move,ents چلائیں اور ہم سے ٹکرائیں اور ان کو پھر بہانہ رکھ کر ماریں۔

تو رسول اللہ ﷺ آخر پر فرماتے ہیں کہ وہ جس نے کسی آزاد کو پکڑ کر غلام بنالیا۔ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں آزاد کو پکڑ کر غلام بنانے کا کوئی سوال ہی نہیں تھا۔ بلکہ جنگی قیدیوں کو غلام بنایا جاتا تھا اور اس لئے کہ وہاں اس زمانہ میں کوئی الگ فوجی قید خانے نہیں ہوا کرتے تھے۔ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ ان قیدیوں کو معاشرہ کو تباہ کرنے کے لئے آزاد چھوڑ دیا جاتا اس مجبوری سے ان کے گھروں میں تقسیم کیا گیا تھا ورنہ آزاد کو غلام بنانے کی کوئی ایک سند بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے نہیں ملتی۔

پھر آخر پر فرمایا کہ ”(وہ بھی بڑا ظالم ہے) جس نے ایک مزدور سے پورا پورا کام لیا اور اس کو مزدوری بھرپور نہ دی“ (بخاری، کتاب البیوع)۔ اور رحیمیت کا اس سے خصوصیت سے تعلق ہے۔ جو لوگ مزدور سے کام تو لیتے ہیں اس کی بھرپور محنت کا فائدہ تو اٹھاتے ہیں لیکن اس کی مزدوری پوری نہیں دیتے یہ بھی بڑا ظلم کرنے والے لوگ ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو مزدوروں کو نہ صرف پوری مزدوری دیتے تھے بلکہ اس کے علاوہ کھانا وغیرہ بھی دیتے تھے اور ہر طرح سے ان کا خیال رکھتے تھے کہ ان کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے شکایت کی گئی کہ یہ جو نانبائی ہے یہ بڑا چور ہے اس کو سزا دلوائیں یہ روٹیاں چرا کر لے جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تم بڑے احمق آدمی اور ظالم ہو۔ یہ شخص ایک روٹی پکانے کے لئے دو دفعہ جہنم میں جاتا ہے۔ اب اس بیچارے کو اتنا بھی حق نہیں دیتے کہ یہ کچھ روٹیاں اپنے لئے لے جائے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی پیروی میں بے حد رحیم اور کریم تھے۔

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس آیت کا ترجمہ کرتے ہیں: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُوْلٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ۔ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ یہ ترجمہ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے میں آپ ہی کے الفاظ میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ ”یعنی جو لوگ ایمان لائے اور خدا کے لئے وطنوں سے یا نفس پرستیوں سے جدائی

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

LONDON MONEY EXCHANGE

پاکستان بھر میں رقم بھجوائیں۔ بہترین ریٹ کے لئے تشریف لائیں
یا رقم ہمارے بینک میں جمع کروائیں اور رقم پاکستان میں وصول کریں

رابطہ: مبشر احمد صدیقی

270 Ilford Lane, Ilford, Essex 1G1 2SD

Tel:020 8478 2223 Mobile: 07968 775401

اختیار کی"۔ اب میں بار بار جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ جب نکلے ہیں باہر تو محض دنیا کی نیت نہ ہو، دنیا تو ویسے مل ہی جائے گی مگر حقیقی طور پر اگر وہ خدا کی راہ میں نکلنے والے ہیں تو ایک ہی اس کی پہچان ہے وہ یہ ہے کہ نفس پرستیوں سے جدائی اختیار کر لیں۔ "اور خدا کی راہ میں کوشش کی وہ خدا کی رحیمیت کے امیدوار ہیں اور خدا غفور اور رحیم ہے یعنی اس کا فیضانِ رحیمیت ضرور ان لوگوں کے شامل حال ہو جاتا ہے کہ جو اس کے مستحق ہیں۔ کوئی ایسا نہیں جس نے اس کو طلب کیا اور نہ پایا"۔ اس کے بعد ایک فارسی شعر ہے۔

"عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نہ کرد   اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست"

(براہین احمدیہ چہار حصص روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۲۵۱، ۲۵۲۔ حاشیہ نمبر ۱۱)

کہ اگر ایسا عاشق ہو کہ جس کا یار اس کے حال پر نظر نہ کرے تو سنو۔ اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست۔ خواجہ تمہارے اندر درد ہی نہیں ہے اگر عشق کا سچا درد ہوتا تو طبیب تو موجود تھا۔

پھر ایک سورۃ البقرہ کی آیت ہے ﴿ثُمَّ اَفِیْضُوْا مِنْ حَیْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوْا اللّٰہَ . اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾ (البقرہ:۲۰۰)۔ پھر تم (بھی) وہاں سے لوٹو جہاں سے لوگ لوٹتے ہیں اور اللہ سے بخشش مانگو۔ یقیناً اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

حج کے موقع پر جو بار بار رحم کرنے کا ذکر فرمایا گیا ہے وہ اس غرض سے ہے کہ اس حج کے متعلق اگر وہ قبول ہو تو یہ آتا ہے کہ پہلے سارے گناہ بخش دئے گئے اور ایک نئی زندگی اس کو ملی گناہوں سے توبہ کی۔ پس رحیمیت ہے جو بار بار رحم کرتی ہے اور گناہ گاروں کی بخشش کے سامان کرتی ہے اور سب سے زیادہ حج کے موقع پر ان کو یہ خدا تعالیٰ کی رحمت نصیب ہوتی ہے کہ وہ اس کی غفوریت اور رحیمیت سے پورا پورا استفادہ کریں۔

ایک سورۃ البقرہ کی آیت ۱۹۲ اور ۱۹۳ دو آیات ہیں:۔ ﴿وَاقْتُلُوْھُمْ حَیْثُ ثَقِفْتُمُوْھُمْ وَاَخْرِجُوْھُمْ مِنْ حَیْثُ اَخْرَجُوْکُمْ وَالْفِتْنَۃُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ . وَلَا تُقٰتِلُوْھُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰی یُقٰتِلُوْکُمْ فِیْہِ. فَاِنْ قٰتَلُوْکُمْ فَاقْتُلُوْھُمْ . کَذٰلِکَ جَزَآءُ الْکٰفِرِیْنَ . فَاِنِ انْتَھَوْا فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾ (البقرہ:۱۹۲۔۱۹۳)۔ اور (دورانِ قتال) اگر جاری ہو تو اس وقت ان کو تم بیشک قتل کرو کیونکہ انہوں نے ہی قتال میں پہل کی ہے۔ پھر ان کو جہاں بھی تم پاؤ قتال کے دوران ان کے لئے کوئی پناہ کی جگہ نہ رہنے دو اور وہاں سے نکال دو جہاں سے تمہیں انہوں نے نکالا تھا۔ تو ہر معاملہ میں پہل ان کی طرف سے ہوئی ہے اور جوابی حملہ کا حق خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو دیا۔ اور فتنہ قتل سے زیادہ سنگین ہوتا ہے۔ ﴿اَلْفِتْنَۃُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ﴾ فتنہ سے مراد قرآن کریم سے ثابت ہوتا ہے کہ لوگوں کو تکلیف دے کر مرتد کرنے کی کوشش ہے تو۔ تو قتل ہو جانا بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ انسان مرتد ہو جائے اور ان لوگوں کو جو ڈرا دھمکا کر مرتد کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ان کو عذاب وہی ہوگا جو ایک مومن کو قتل کرنے کا عذاب ہے۔ چنانچہ فرمایا فتنہ قتل سے زیادہ سنگین ہے۔

اور ان سے مسجد حرام کے پاس قتال نہ کرو یہاں تک کہ وہ تم سے وہاں قتال کریں۔ پس ہر معاملہ میں پہل ان کی طرف سے ہے۔ اگر مسجد حرام میں بھی وہ قتال کریں تو پھر تمہارے لئے جائز ہوگا کہ مسجد میں ان کے ساتھ قتال کرو۔ پس اگر وہ تم سے قتال کریں تو پھر تم ان کو قتل کرو۔ کافروں کی ایسی ہی جزا ہوتی ہے۔ ان سب باتوں کے باوجود اگر وہ باز آجائیں تو یقیناً اللہ بہت مغفرت کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اب دیکھئے رحیمیت کا ایک اور عظیم الشان جلوہ اس آیت میں بیان فرمایا گیا ہے۔ اتنے ظلم جو مذہبی آزادی کے چھیننے والے، گھروں سے نکالنے والے اور ہر طرح سے زبردستی مرتد کرنے والے جو مظالم تھے ان کے باوجود اگر وہ باز آجائیں تو پھر مغفرت کا سلوک کرو اور یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ بار بار رحم کرنے والا ہے۔ اگر تم ان پر بار بار رحم کرو گے۔ تو اللہ تعالیٰ تم پر بھی بار بار رحم فرمائے گا۔

اب میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض اقتباسات آپ کے سامنے پڑھ کر سناتا ہوں۔

فرمایا ہے: "رحیمیت کو جو انسان کی دعا کو چاہتی ہے خاص انسان کے لئے مقرر فرمایا ہے"۔ اب رحیمیت کو خاص انسان کے لئے مقرر فرمایا ہے۔ اب رحمانیت تو تمام جانداروں پر عام ہے بلکہ پیدائش سے پہلے بھی رحمانیت کا اثر ہے۔ رحیمیت جانوروں کے لئے نہیں بلکہ انسانوں کے لئے خاص ہے۔ اگرچہ اس سے پہلے یہ ذکر گزر چکا ہے پچھلے خطبہ میں کہ جن جانوروں سے کام لو ان کے ساتھ حسن سلوک کرو یہ بھی رحیمیت کی ایک شاخ ہے۔ مگر اصلی رحیمیت جو ہے وہ انسان کے لئے ہے۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نکتہ ہمیں سمجھایا ہے اس لئے کہ یہ ایک ایسا فیض ہے جو دعا سے حاصل ہوتا ہے۔ اب یہ باریک فرق ہمارے تصور میں بھی نہیں آسکتا تھا اگر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں نہ سمجھاتے، رحیمیت کا دعا سے ایک تعلق ہے اور جانور پر تم اگر رحم کرتے ہو اس سے کام لے کر تو یہ تمہاری عطا تو ہے لیکن جانور کی دعا نہیں تھی۔ پس رحیمیت کا دعا سے بہت گہرا تعلق ہے۔ "یہ سنّت اللہ اور قانون الٰہی ہے جس میں تخلف جائز نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی امتوں کے لئے ہمیشہ دعا مانگتے رہے"۔ اور انبیاء کی رحیمیت کا یہ تقاضا تھا کہ اپنی امت کے لئے دعا مانگتے رہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے قیامت تک کے لئے اپنی امت کے لئے دعائیں مانگی ہیں۔ "حقیقت یہ ہے کہ دعا پر ضرور فیض نازل ہوتا ہے جو ہمیں نجات بخشتا ہے۔ اسی کا نام فیض رحیمیت ہے جس سے انسان ترقی کرتا جاتا ہے۔ اسی فیض سے انسان ولایت کے مقامات تک پہنچتا ہے اور خدا تعالیٰ پر ایسا یقین لاتا ہے کہ گویا آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے۔ مسئلہ شفاعت بھی صفت رحیمیت کی بنا پر ہے"۔

اب جو لوگ آنحضرت ﷺ کی شفاعت کے دعویدار ہیں ان کو خوب سوچ لینا چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی شفاعت بھی آپ کی رحیمیت کی بنا پر ہے۔ اگر ہم لوگوں کے لئے رحیم نہیں ہونگے تو حضرت رسول اللہ ﷺ بھی ہمارے لئے رحیم نہیں ہونگے اور ہم لازماً ایسی صورت میں شفاعت سے محروم رہ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے کہ ہم وہ سارے کام کریں جس سے محمد رسول اللہ ﷺ کی شفاعت ہمارے لئے مقرر ہو جائے یعنی خدا کے نزدیک ہم اس کے اہل ٹھہریں۔ اس کے بعد شفاعت کا یہ معنی بیان فرمایا گیا ہے جو رحیمیت سے تعلق رکھتا ہے کہ "رحیمیت نے ہی تقاضا کیا کہ اچھے آدمی بُرے آدمیوں کی شفاعت کریں۔" (ایام الصلح۔ روحانی خزائن جلد ۱۴۔ صفحہ ۲۵۰)۔ اب برے آدمی کون ہیں جن کی تشریح میں نے ابھی پہلے بیان کر دی ہے کہ جو غلطی تو کرتے ہیں پھر توبہ بھی کرتے ہیں اور خدا کی طرف جھکتے بھی ہیں۔ جو برائی پر اصرار کر کے بیٹھ جائیں اور خدا کی طرف نہ جھکیں وہ رحیمیت کے حق دار نہیں ہوتے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں:

نیشن نیشن   NTN NATION   نیشن نیشن

کی جانب سے منفرد پیشکش۔ موسم گرما کا تحفۂ خاص

یورپ بھر کی خواتین کے لئے خوشخبری

دیدہ زیب، خوبصورت، ہاتھ کی کی گئی ملتانی کڑھائی کے ساتھ کاٹن اور لان کے سوٹ

آپ کی سوچ سے بھی کم قیمت پر گھر بیٹھے حاصل کریں

تھری پیس سوٹ (شلوار، قمیص، دوپٹہ)

ان سلے سوٹ کی قیمت 39 DM

سلے سوٹ کی قیمت 49 DM

Tel: 00 49 511 3730129

Fax: 00 49 511 9649709

E.Mail: NTN777@ web.de

Chemnitzer Str 1 30179

Hannover (Germany)

مکان و پلاٹ برائے فروخت

ماڈل ٹاؤن ہمک اسلام آباد میں ایک عدد مکان برائے فروخت

ڈرائنگ ، ڈائننگ ، ٹی وی لاؤنج ، تین عدد بیڈروم اٹیچ باتھ اور کارپورچ

اس کے علاوہ ایک عدد رہائشی پلاٹ بھی برائے فروخت

مزید معلومات کے لئے مندرجہ ذیل فون پر رابطہ قائم کریں

0049 6181 73849

E-mail: modeltownhumak@hotmail.com

"جب ہمارے آقا سید المرسلین وخاتم النبیین محمد ﷺ کا زمانہ آیا تو اللہ تعالیٰ کی پاک ذات نے ارادہ فرمایا کہ ان دونوں صفات کو ایک ہی شخصیت میں جمع کر دے چنانچہ اُس نے آنحضرتؐ کی ذات میں (آپ پر ہزاروں ہزار درود اور سلام ہو) یہ دونوں صفات جمع کر دیں۔ یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ کے شروع میں صفت محبوبیّت اور صفت محبیّت کا خاص طور پر ذکر کیا ہے"۔ صفت محبوبیت اور صفت مجبیت کا ذکر کہاں کیا، کیسے کیا اس کی تشریح فرماتے ہیں 'تا اس سے خدا تعالیٰ کے اس ارادہ کی طرف اشارہ ہو اور اُس نے ہمارے نبی ﷺ کا نام محمد اور احمد رکھا"۔ اب محمدؐ وہ ہے جو محبوب ہے سب سے زیادہ تعریف کیا گیا اور احمد وہ ہے جو سب سے زیادہ تعریف کرنے والا ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اللہ کی طرف سے محبوبیت کے مظہر ہیں۔ خدا نے آپ پر ایسا فضل فرمایا اور ایسی آپ سے محبت کی کہ دنیا میں کبھی بھی کوئی شخص اس کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ نہ نبیوں میں سے نہ غیر نبیوں میں سے اور آپ نے پھر اپنے رب کی ایسی حمد بیان فرمائی کہ کبھی کسی نبی یا غیر نبی کو یہ توفیق نہیں ہوئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی حمد میں ایسے ترانے گائے۔ اور آپ نے یہ جو مضمون لیا ہے رحمٰن اور رحیم سے لیا ہے۔ فرمایا:"اس آیت میں اپنا نام الرحمان اور الرحیم رکھا"۔ رحمٰن تو وہ ہے جس نے خالصۃً اپنی رحمانیت کے نتیجہ میں، اس کا ایک معنی ہے بے انتہاء رحم کرنے والا آنحضرت ﷺ کو اپنے رحم سے ایسا نوازا کہ اس جیسا رحم کبھی کسی پر نہیں کیا گیا اور پھر رحیمیت کے تابع حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں اشارہ اس بات کا ہے کہ" ہمارے آقا فخر دو عالم ﷺ کے علاوہ اَور کوئی جامع وجود نہیں "جس میں دونوں صفات باری تعالیٰ جمع کر دی گئی ہوں یعنی رحمانیت کے تابع آپ محمد بنائے گئے ہیں اور رحیمیت کے تابع احمد بنائے گئے ہوں۔ اب رحیمیت کا تقاضا ہے کہ جس نے رحمٰن بن کر بے انتہا فضل فرمائے ہیں اس کا بار بار ذکر کرتا چلا جائے اور رحیمیت میں یہ بار بار کا ذکر شامل معنی ہے۔ پس رحیمیت کا ایک معنی یہ بھی بنا کہ ہم اپنے رب کا بار بار ذکر کرتے چلے جائیں اور صرف ایک ذکر ہمارے لئے کافی نہ ہو بلکہ ہمیشہ زندگی بھر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے چلے جائیں۔

"آپ کو پروردگار دو عالم کے فضل سے ان دونوں صفات کی طرح دو نام دیئے گئے ہیں جن میں سے پہلا محمد ہے اور دوسرا احمد۔ پس اسم محمد نے صفت الرحمان کی چادر پہنی اور جلال اور محبوبیت کے لباس میں جلوہ گر ہوا اور اپنی نیکی اور احسان کی بنا پر بار بار تعریف بھی کیا گیا۔ اور اس احمد نے خدا تعالیٰ کے فضل سے جو مومنوں کی مدد اور نصرت کا متولّی ہے رحیمیت، محبیّت اور جمال کے لباس میں تجلّی فرمائی۔ پس ہمارے نبی ﷺ کے دونوں نام (محمد اور احمد) ہمارے ربّ محسن کی دونوں صفتوں (الرَّحْمان، الرَّحِیم) کے مقابلہ میں منعکسہ صورتوں کی طرح ہیں جن کو دو مقابل کے آئینے ظاہر کرتے ہیں"۔(اعجاز المسیح۔ روحانی خزائن جلد ۱۸۔ صفحہ ۱۰۱ تا ۱۰۳)

یعنی تمام تر رخ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا اپنے رب کی طرف تھا اور آپ نے جس شان سے اپنے رب کی حمد کے ترانے گائے اللہ تعالیٰ نے اسی طرح آپ کی حمد کو بھی بیان فرمایا۔ پھر بعض پہلوؤں سے احمد بن گئے اور جیسے شیشہ میں تصویریں لامتناہی ہو جاتی ہیں اسی طرح آپ کا یہ چہرہ خدا کے حضور ایک لامتناہی حسن اختیار کر گیا یعنی کبھی آپ نے محمد کے طور پر اپنے رب سے فیض پایا، کبھی احمد کے طور پر اپنے رب کے گیت گائے۔

ایک اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اقتباس ہے:

"رحیمیت ایسی صفت ہے جو اُن انعامات خاصہ تک پہنچا دیتی ہے جن میں فرمانبردار لوگوں کا کوئی شریک نہیں ہوتا۔ گو (اللہ تعالیٰ کا) عام انعام انسانوں سے لے کر سانپوں، اژدہاؤں تک کو اپنے احاطہ میں لئے ہوئے ہے"۔ یہ رحمانیت کا انعام ہے لیکن رحیمیت کا جو انعام ہے وہ خصوصیت کے ساتھ انسانوں سے وابستہ ہے۔

ٹریول کی دنیا میں ایک نام

KMAS TRAVEL

پی آئی اے کے منظور شدہ ایجنٹ

پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ کسی اور جگہ جانے کی ضرورت نہیں

پارکنگ، پٹرول اور وقت بچایئے۔ Kmas Travel سے دنیا بھر میں جانے کے لئے ہوائی سفر کی بکنگ کروائیں اور گھر بیٹھے ٹکٹ حاصل کریں۔ پریشانی سے بچنے کے لئے قبل از وقت بکنگ کروائیں۔

"کینیڈا اور امریکہ کی بکنگ بھی جاری ہے"

رابطہ: مسرور محمود + کاشف محمود

KMAS Travel Darmstadt . Germany

Tel: 06150-866391 Fax: 06150-866394

Mobile: 0170-5534658

ایک لمبی حدیث ہے اس کے عربی کے الفاظ پڑھ کر پھر ترجمہ کرنے میں زیادہ دیر ہو جائے گی۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن نسلِ آدم کا سردار مَیں ہوں لیکن یہ کوئی فخر کی بات نہیں"۔ مطلب یہ ہے فخر کی بات ہے تو سہی مگر میں اس پر فخر نہیں کرتا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ یہ انعام خالصۃً اللہ کی طرف سے عطا ہوا ہے میری کسی خوبی کے نتیجہ میں نہیں۔ حالانکہ سب سے زیادہ خوبیاں آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے عطا کی تھیں اور وہی خوبیاں منعکس ہوئیں پھر اور خدا تعالیٰ نے آپ سے ان خوبیوں کے بدلہ میں پھر احسان کا سلوک فرمایا۔ تو میں نسل آدم کا سردار ہوں لیکن یہ فخر کی بات میرے لئے نہیں، میں فخر کے طور پر تمہیں نہیں سنا رہا بلکہ اللہ تعالیٰ کے احسان کے طور پر سنا رہا ہوں۔

"حمد کا عَلم میرے ہاتھ میں ہوگا"۔ یعنی قیامت کے دن سچی حمد کرنے والا اگر کوئی تھا تو محمد رسول اللہ ہی ہونگے اور یہ جھنڈا آپ کو تھمایا جائے گا۔ "اور اس پر مجھے کوئی فخر نہیں"۔ یعنی فخر سے مراد فخر و مباہات ہے یعنی دل تو حمد سے لبریز ہے مگر بتانے کے لئے کہ میں جو تمہیں بتا رہا ہوں فخر کی خاطر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے احسانات کے اظہار کی خاطر بتا رہا ہوں۔ "آدم اور اس کے علاوہ دوسرے تمام نبی بھی اُس دن میرے جھنڈے تلے ہوں گے اور مَیں وہ پہلا انسان ہوں گا جس پر سے قبر کو پھاڑا جائے گا (یعنی سب سے پہلے مَیں اٹھایا جاؤں گا) اور اس پر بھی مجھے کوئی فخر نہیں"۔ اب بعض لوگوں نے ایک حدیث کو پکڑا ہے جس میں بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب اٹھیں گے تو حضرت موسیٰ پہلے اٹھ چکے ہونگے مگر وہ اس حدیث کے مفہوم کو ہرگز نہیں سمجھے۔ یہ حدیث بالکل قطعی اور واضح ہے کہ جب میں قیامت کے دن اٹھایا جاؤں گا تو کوئی اور ذی روح نہیں اٹھایا جائے گا، کسی کی روح کو دوبارہ زندگی نہیں بخشی جائے گی سوائے میرے جو میں سب سے پہلا ہونگا۔ اور تمام بنی نوع انسان میرے جھنڈے تلے جمع ہونگے اور یہ میں کسی تفاخر اور اظہار فخر کے طور پر نہیں کہہ رہا۔

فرمایا:"لوگوں پر خوف کی تین گھڑیاں آئیں گی اس وقت وہ آدمؑ کے پاس جائیں گے اور کہیں گے کہ آپ ہمارے باپ ہیں اپنے ربّ کے پاس ہماری شفاعت کیجئے لیکن وہ کہیں گے مَیں تو (تمہارے خیال میں) ایک گناہ کا مرتکب ہوا تھا جس کی وجہ سے مجھے زمین کی طرف بھیج دیا گیا"۔

یہاں جو (تمہارے خیال میں) کے الفاظ ہیں یہ بریکٹ میں رکھے ہوئے ہیں یعنی حدیث کے اصلی الفاظ میں یہ نہیں ہیں مگر حضرت آدم کے متعلق مشہور جو بات ہے وہ یہی ہے کہ آپ نے ایک گناہ کیا تھا اس لئے آپ کو جنت سے نکالا گیا۔ تو جنت سے مراد شریعت کی حدود ہیں جس میں سے باہر نکلتے ہوئے انسان کے لئے پھر ہر قسم کی مصیبتیں پڑتی ہیں۔ فرمایا آدم کہیں گے کہ میں نے تو تم لوگ کہتے ہو کہ ایک گناہ کیا تھا جس کی وجہ سے مجھے زمین کی طرف بھیج دیا گیا۔ اب میرے پاس کیوں آئے ہو نوحؑ کے پاس جاؤ۔ "لوگ نوحؑ کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے کہ مَیں نے (تمہارے خیال میں) ناحق اہل ارض کے خلاف ایک بددعا کی تھی جس سے وہ سب ہلاک ہو گئے تھے۔ پس بہتر ہے کہ تم ابراہیمؑ کے پاس جاؤ۔ لوگ ابراہیمؑ کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے کہ مَیں نے تو (تمہارے خیال میں) تین جھوٹ بولے تھے۔ حضور علیہ السلام کے الفاظ ہیں کہ آپ نے اس موقع پر فرمایا کہ ان میں سے کوئی ایک بھی جھوٹ نہیں تھا۔ یہ مفسرین نے یا بعد میں آنے والوں نے آپ کی طرف منسوب کر دیا تھا کہ جھوٹ تھے۔ اگر ان کی حقیقت پر غور کیا جائے تو ہرگز جھوٹ نہیں تھا۔ "(بلکہ) صرف اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت کے سلسلہ میں چند تدابیر تھیں۔ بہرحال ابراہیمؑ لوگوں کو جواب دیں گے کہ تم موسیٰؑ کے پاس جاؤ۔ لوگ موسیٰؑ کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں کہ مَیں نے تو (تمہارے خیال میں) ایک شخص کو ناحق قتل کر دیا تھا"۔ اب (تمہارے خیال میں) کے الفاظ بریکٹ میں رکھے ہوئے ہیں یہ حدیث کے نہیں ہیں لیکن واقعۃً آپ نے ناحق ایک شخص کو قتل کر دیا تھا۔ یہ تو قرآن کریم سے ثابت ہے۔ "تم عیسیٰؑ کے پاس جاؤ، لوگ عیسیٰؑ کے پاس آئیں گے، وہ کہیں گے کہ مجھے تو (تمہارے عقیدہ کے مطابق) اللہ کو چھوڑ کر معبود بنا لیا گیا تھا، تم محمد (ﷺ) کے پاس جاؤ۔ آپؐ نے فرمایا: اس پر وہ میرے پاس آئیں گے۔ مَیں اُن کے ساتھ جاؤں گا۔ پوچھا جائے گا کون ہے؟۔ جواب دیا جائے گا محمدؐ۔ پس وہ میرے لئے دروازہ کھول دیں گے اور مجھے خوش آمدید کہیں گے۔ مَیں سجدہ میں گر جاؤں گا اور اس وقت اللہ تعالیٰ مجھے اعلیٰ درجے کی حمد و ثنا الہام کرے گا۔ تب مجھے کہا جائے گا کہ اپنا سر اٹھاؤ اور مانگو، تمہیں دیا جائے گا۔ شفاعت کرو، تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔ کہو، تمہاری بات سنی جائے گی اور یہی وہ مقام محمود ہے جس کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے مقام محمود پر فائز کر دے"۔(ترمذی کتاب التفسیر)

زندہ قوموں کی یہ علامت ہوا کرتی ہے کہ ان کے نوجوان اس کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ وہ اپنے بڑوں کے قائم مقام بن جائیں۔

(حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

خدام الاحمدیہ بھارت کے زیر اہتمام

قادیان میں آنکھوں کا تین روزہ فری میڈیکل کیمپ

۴۲ دیہات کے ۶۰۰ مریضوں کا چیک اپ۔ ۴۶ مریضوں کا کامیاب آپریشن۔

فری ادویات اور مریضوں کے قیام و طعام کے علاوہ لنگر عام کا انتظام۔

ایوان طاہر کا افتتاح

(رپورٹ: قریشی محمد فضل اللہ ۔ نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے زیر انتظام سہ روزہ آنکھوں کا فری میڈیکل کیمپ ۲۲، ۲۳ اور ۲۴ر مارچ ۲۰۰۱ء کو ایوان خدمت قادیان میں لگایا گیا۔ ۲۲ر مارچ کو صبح سے ہی کثرت سے مریض آنے لگے۔ گیارہ بجے سے ۱۰ ماہر ڈاکٹرز صاحبان کی ٹیم نے ان کا چیک اپ شرع کیا اور ساتھ ساتھ مفت ضروری ادویات مریضوں کو دی گئیں۔ شعبہ رجسٹریشن کے مطابق مضافات قادیان کے ۴۲ دیہات کے قریباً چھ صد مریضوں کا چیک اپ ہوا اور بہت سے مریضوں کو عینک کے نمبر دیئے گئے۔ ۴۶ مریضوں کے سفید موتیا کے آپریشن کئے گئے۔

افتتاحی تقریب ساڑھے چار بجے احمدیہ گراؤنڈ میں بنائے گئے وسیع پنڈال میں زیر صدارت محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان منعقد ہوئی۔ اس موقعہ پر ہماری درخواست پر جناب نتھا سنگھ صاحب دالم وزیر تعلقات عامہ حکومت پنجاب، جناب کلدیپ سنگھ صاحب چنڈی ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر گورداسپور، جناب بلدیو سنگھ صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس، جناب سوندر سنگھ اسسٹنٹ پبلک ریلیشن آفیسر، لکھوندر سنگھ صاحب تحصیلدار اور متعدد عہدیدار ان ضلع، ڈاکٹر صاحبان اور شہر کی معزز شخصیات نے شرکت کی۔ اجلاس کی کارروائی کا آغاز عزیز حافظ اسلم احمد صاحب کی تلاوت اور مکرم تنویر احمد صاحب ناصر کی نظم خوانی سے ہوا۔ محترم نسیم احمد خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے مہمانان کی تشریف آوری پر ان کا شکریہ ادا کیا اور مجلس خدام الاحمدیہ کے قیام کے اغراض و مقاصد بیان کرتے ہوئے مختلف مواقع پر مجلس کے تحت کی جانے والی خدمات اور نمایاں کاموں کو اختصار سے بیان کیا۔

اس کے بعد مہمان خصوصی جناب نتھا سنگھ صاحب دالم وزیر تعلقات عامہ پنجاب نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے اس تقریب میں شامل ہو کر بہت خوشی ہو رہی ہے۔ اگرچہ کہ پنجاب اسمبلی کا بجٹ اجلاس ہو رہا تھا مگر آپ کی مخلصانہ دعوت پر اس نیک کام میں شرکت کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ میں قرآن مجید کی تلاوت سے اس تقریب کو شروع کرنے پر آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ میں جماعت کے کاموں سے بہت خوش ہوں۔ آپ ہر مذہب کے بانی کا احترام کرتے ہیں اور ہندوستان اور دنیا بھر میں جہاں بھی کوئی آفت یا مصیبت پڑتی ہے بلالحاظ مذہب و ملت بھاری خدمت کرتے ہیں اور دکھ بانٹتے ہیں۔ آپ نے نوجوانوں کو نصیحت کی کہ آپ قوم کے وارث اور مالک ہیں اپنی صحت اور اخلاق اچھے بنائیں تاکہ عبادت کے ساتھ مخلوق کی اچھی خدمت کر سکیں۔ آخر پر آپ نے مجلس خدام الاحمدیہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے آئی کیمپ جیسے نیک کام پر مبارک باد دی اور اپنے ذاتی فنڈ سے ۵۰ ہزار روپے ان رفاہی کاموں کے لئے مجلس کو دینے کا اعلان کیا۔

اس کے بعد جناب کلدیپ سنگھ صاحب چنڈی ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے اس پروگرام میں شرکت کر کے خوشی ہو رہی ہے۔ جماعت احمدیہ نے آئی کیمپ لگا کر قرب و جوار کے مریضوں کی بہت بڑی خدمت کی ہے۔ اسی طرح گجرات میں جو کام جماعت نے اور جماعت سے تعلق رکھنے والے دوسرے ملکوں کے لوگوں نے کیا ہے میں ان کی تعریف کرتا ہوں۔

جناب ایس پی سنگھ صاحب سوہل چیف میڈیکل آفیسر محکمہ صحت ضلع گورداسپور نے فرمایا کہ اندھوں لوگوں کو روشنی دینا بڑے ثواب کا کام ہے اور جماعت نے خاص طور پر یہ کیمپ لگا کر بہت سے مریضوں کو فائدہ پہنچایا ہے اور انسانیت کی خدمت کی ہے۔ انہوں نے وعدہ کیا کہ جب بھی آپ کو ڈاکٹروں کی ضرورت پڑے گی ہم مہیا کریں گے اور جب بھی آپ بلائیں گے میں آپ کے پروگراموں میں شامل ہوں گا۔

آخر پر صدر اجلاس محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ نے تمام مہمانان کرام، خاص طور پر جناب دالم صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی نگرانی اور ہدایات کے مطابق جماعت احمدیہ کی دنیا بھر میں کی جانے والی خدمات خلق کا مختصراً ذکر فرمایا اور بتایا کہ جس جگہ قدرتی آفات آتی ہیں جماعت احمدیہ پہلے پہنچتی ہے۔ اسی طرح گجرات کے حالیہ زلزلہ میں ہمارے نوجوانوں نے نہایت مشکل حالات میں خدمت کی اور ابھی دوائیوں اور ٹینٹ کا سامان پھر بھیجا جا رہا ہے۔ نیز قادیان میں بھی ایک بڑا ہسپتال بنایا جا رہا ہے۔ آئندہ بھی جب کبھی ایسا موقع آئے گا ہم ضرور اس میں آگے بڑھ کر حصہ لیں گے۔ آپ نے مجلس خدام الاحمدیہ کو آئی بینک کی معلومات حاصل کرنے اور اپنی آنکھیں وقف کرنے کی تحریک فرمائی۔ آخر پر آپ نے تمام مہمانان کا ایک بار پھر شکریہ ادا کیا اور اجتماعی دعا کروائی۔ دعا کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب نے دفتر مجلس خدام الاحمدیہ قادیان "ایوان طاہر" کا رسمی افتتاح فرمایا جہاں ڈاکٹر صاحبان مریضوں کا چیک اپ کر رہے تھے۔ جناب دالم صاحب نے بھی مریضوں کا حال دریافت فرمایا۔ اسی طرح مہمان خصوصی نے ٹینٹوں سے بھرے ہوئے اس ٹرک کا بھی مشاہدہ کیا جو گجرات کے متاثرین زلزلہ کے لئے جماعت احمدیہ کی طرف سے بھجوایا جا رہا ہے۔ آخر پر حاضرین میں شیرینی تقسیم کی گئی اور مہمانان کرام کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لنگر خانہ میں ضیافت کی گئی۔

یاد رہے کہ "ایوان طاہر" ابھی حال ہی میں مکمل ہوا ہے اور اس کا افتتاح یوم مسیح موعود علیہ السلام کے موقع پر آئی کیمپ کے انعقاد سے کیا گیا۔ تینوں روز اسے دیدہ زیب روشنیوں سے سجایا گیا۔

۲۴ر مارچ کو ڈیڑھ بجے ڈاکٹر صاحبان نے آپریشن والے مریضوں کا دوبارہ چیک اپ کیا۔ اس موقعہ پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے بنفس نفیس تشریف لا کر مریضوں کی عیادت کی اور اپنے ہاتھ سے مریضوں کو ضروری ادویات دیں اور انہیں ضروری احتیاطیں برتنے کا مشورہ دیا۔ تینوں دن جملہ مریضوں اور ان کے ساتھ دور سے آنے والے تیمارداروں کی رہائش اور طعام کا انتظام ایوان خدمت اور ایوان طاہر میں کیا گیا۔

آئی کیمپ کے کاموں کو بہتر رنگ میں انجام دینے کے لئے محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے ایک کمیٹی بنائی اور جملہ امور سے متعلق مختلف ہدایات دیتے ہوئے رہنمائی فرماتے رہے۔

کمیٹی نے حکام اور ڈاکٹر صاحبان سے رابطہ، شہر و مضافات قادیان میں تشہیر و دعوت نامے دینے کے علاوہ مریضوں کے لئے ادویات و آپریشن کے ضروری انتظامات کئے۔ مختلف شعبہ جات کے تحت قادیان کے خدام نے دن رات محنت، جوش اور اخلاص سے خدمت سرانجام دی۔ تمام مریضوں نے احمدی نوجوانوں کی بے لوث خدمت کو سراہتے ہوئے ان کے لئے نیک خواہشات کا اظہار کیا۔ کیمپ کے انعقاد کی خبریں درجن سے زائد اخبارات نے بھی تصاویر کے ساتھ شائع کیں۔ اسی طرح جالندھر ٹی وی اور ریڈیو نے بھی خبریں نشر کیں۔ اور ڈاکٹر صاحبان نے بھی ہمارے اس کیمپ کے متعلق خوشکن تاثرات بیان کئے اور کیمپ کے بلند معیار کی تعریف کی۔

اللہ تعالیٰ تمام خدمت کرنے والوں کو بہترین جزا عطا فرمائے۔

طیّب فوڈز لندن
شادی بیاہ و دیگر تقریبات کے موقع پر
اعلیٰ، معیاری کھانوں کا مناسب داموں انتظام کیا جاتا ہے
نیز گھریلو استعمال کے لئے فروزن سیخ / شامی کباب اور کاغذی سموسے بھی دستیاب ہیں
ہمارا نام اعلیٰ معیار کی ضمانت
TAYYAB FOODS LONDON
Tel: 020 8390 3862 + 079 3268 3203

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
کراچی میں اصلی زیورات خریدنے کے لیے معروف نام
الرّحیم جیولرز حیدری اور الرّحیم نیو جیولرز حیدری
اور اب
الرّحیم
سیون سٹار جیولرز
مین کلفٹن روڈ
مہران شاپنگ سینٹر
کہکشاں بلاک نمبر 8
کلفٹن کراچی
فون 5874164 - 664-0231

بقیہ: درثمین فارسی کے محاسن
از صفحہ ۴

قصائد مشہور ہیں۔ حسانؓ بن ثابت نے آنحضرت ﷺ کی وفات پر قصیدہ لکھا۔ سید عبدالقادر صاحبؒ نے بھی قصائد لکھے ہیں۔ کسی صحابی کا ثبوت نہ دے سکو گے کہ اس نے تھوڑا بہت شعر نہ کہا ہو۔ مگر آنحضرت ﷺ نے کسی کو منع نہیں فرمایا۔ قرآن شریف کی بہت سی آیات شعروں سے ملتی ہیں۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ سورۃ الشعراء میں اخیر پر شاعروں کی مذمت کی ہے۔ فرمایا وہ مقام پڑھو۔ وہاں خدا نے فسق و فجور کرنے والے شاعروں کی مذمت کی ہے اور مومن شاعر کا وہاں خود استثناء کر دیا ہے۔ پھر ساری زبور نظم ہے۔ یرمیاہ، سلیمان اور موسیٰ کی نظمیں تورات میں ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ نظم گناہ نہیں۔ ہاں فسق و فجور کی نظم نہ ہو۔ ہمیں خود الہام ہوئے ہیں۔ بعض ان میں سے مقفی اور بعض شعروں میں ہیں"۔

(البدر ۲۷/مارچ ۱۹۰۳ء)

بعض پاکیزہ مزاج لوگوں کے نزدیک شاعری کے معتوب ہونے میں خود شعراء کا بھی بڑا دخل ہے کیونکہ عام طور پر شاعری کے دو مقصد قرار پاگئے ہیں۔ ایک حصول شہرت اور دوسرا جلب منفعت۔ ان ادنیٰ اور حقیر مقاصد کے حصول کے لئے بہت سے شاعروں نے اخلاقی پستی کی انتہائی گراوٹ تک پہنچنے سے بھی دریغ نہ کیا۔ عوام کو اپنا گرویدہ بنانے کے لئے مزاح کو پھکڑ بازی تک پہنچایا اور امراء کو خوش کرنے کے لئے ان کی بیجا تعریفوں اور ستائش کے طور پر طومار باندھتے رہے۔ بظاہر پاکیزہ محبت کے جذبات اور احساسات بیان کرنے کے بہانہ سے سفلی جذبات کو خوب خوب برانگیختہ کیا۔ اگر کسی جگہ انہیں مطلوبہ قبولیت حاصل نہ ہو سکی تو انہوں نے ترک وطن سے بھی دریغ نہ کیا۔ چنانچہ مغل عہد حکومت میں ایران کے متعدد جید شعراء مثلاً عرفی، نظیری، طالب آملی، قدسی، ابو کلیم وغیرہ ہندوستان چلے آئے تا مغل حکمرانوں کی داد و دہش سے متمتع ہو سکیں۔ طالب آملی خود کہتا ہے۔

در آبہ ہندو بہ بین رتبہ سخا و سخن
کہ منبع سخن و معدنِ سخا اینجاست
بہ ہند جوہریانند قدر فضل شناس
رواج گوہر دانش بمدعا اینجاست

(یعنی ہندوستان آؤ اور سخاوت اور شاعری کا مرتبہ دیکھو کیونکہ حسن کلام کا منبع اور فیاضی کی کان یہیں ہے۔ یہاں ایسے جوہری ہیں جو علم و فضل کی قدر جانتے ہیں۔ دانائی کے موتیوں کی سوداگری یہیں اپنے مقصد کو پہنچتی ہے)۔

اسی طرح ابو طالب کلیم کہتا ہے۔

اسیر کشور ہندم کہ از وفور سرور
گدا بدست گرفت است کاسۂ طنبور

(یعنی میں تو مملکت ہند کا گرویدہ ہوں جہاں خوشی اور شادمانی کی فراوانی کی وجہ سے بھیک مانگنے والوں نے بھی طنبورے کو اپنا کاسہ گدائی بنالیا ہے)۔

عبید زاکانی تو یہاں تک کہہ گیا کہ۔

اے خواجہ تا بتوانی مکن طلب علم
کاندر طلب راتب ہر روزہ بمانی
رو مسخرگی پیشہ کن و مطربی آموز
تا داد خود از مہتر و کہتر بستانی

(یعنی اے شیخ! جہاں تک تجھ سے ہو سکے علم حاصل کرنے کی کوشش مت کر۔ ورنہ تو ہمیشہ روزانہ خوراک کی تلاش میں سرگرداں رہے گا (یعنی تجھے کبھی فارغ البالی نصیب نہیں ہوگی)۔ جا مسخروں کا پیشہ اختیار کر اور گانا سیکھ۔ تا تو ہر بڑے چھوٹے سے اپنی داد وصول کر سکے)۔

مذکورہ بالا بیان سے یہ نہ سمجھا جائے کہ اس قسم کے شاعروں کے کلام میں کوئی خوبی نہیں تھی۔ خوبیاں ہیں، بہت ہیں۔ انہوں نے عمدہ عمدہ حکیمانہ اور ناصحانہ شعر بھی کہے ہیں لیکن زیادہ تر ان کا کلام رندی اور عشق بازی کے بیان پر مشتمل ہوتا تھا۔ اور عوام بھی انہیں اشعار کی طرف زیادہ مائل ہوتے ہیں جو ادنیٰ جذبات کی تسکین کریں۔ لہذا ایسے شاعروں کا کلام اصلاح نفس اور تہذیب اخلاق میں بہت کم ممد ہوتا ہے۔

لیکن ان کے برخلاف اہل اللہ اور صوفیان باصفا کی ایک بڑی جماعت ایسی ہے جنہوں نے کسی قسم کی حرص سے بھی اپنے دامن کو آلودہ نہ ہونے دیا اور اپنے خداداد جوہر شعر گوئی کو مخلوقِ خدا کی اصلاح اور بہبودی کے لئے وقف رکھا۔ انہوں نے نہ شہرت اور قبولیت کو اپنا قبلۂ مقصود بنایا اور نہ ذاتی منفعت کو دل کے کسی گوشہ میں جگہ دی۔ ان کی شاعری محبت الٰہی، ہمدردیٔ خلق اور صدق و راستی کا بے اختیار اظہار تھا جو ان کے پاکیزہ دلوں میں موجزن تھیں۔ اور بس۔ انہوں نے اگر کسی دنیاوی وجاہت والی ہستی کی مدح بیان بھی کی تو اسے دائرۂ حقیقت سے نہ بڑھنے دیا۔ ان کے ممدوح وہی ہستیاں بنیں جو خلق اللہ کے لئے نفع رساں تھیں۔ ایسے بزرگوں کی درخشاں مثالیں شیخ فریدالدین عطار، حکیم سنائی، مولانا روم، شیخ سعدی اور دوسرے کئی بزرگ ہیں جن کے ذکر خیر سے شعراء کے تذکرے بھرے پڑے ہیں۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس مؤخر الذکر جماعت کے امام ہیں۔ آپ نے اپنے خداداد ملکہ کو صرف تبلیغ اور تجدید دین تک محدود رکھا۔ آپ نے اگر کسی کی مدح بھی کی تو محض اس کی خدمات دین کے لئے۔ آپ کے کلام کا مطالعہ کرنے سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے قلب مطہر میں پاکیزہ جذبات کا ایک بحر مواج موجود ہے جو بے اختیار آپ کی نوکِ قلم سے بہہ کر تمام دنیا کو سیراب کر رہا ہے اور تا قیامت سیراب کرتا رہے گا۔ آپ کے کلام میں تصنع اور بناوٹ کا کوئی شائبہ تک نہیں۔ لفظ لفظ اخلاص اور راستی پر مبنی ہے۔

(باقی آئندہ)

نماز جنازہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۳/ مئی ۲۰۰۱ء بروز جمعرات قبل از نماز ظہر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں مکرمہ بلقیس جمال بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم اللہ داد صاحب کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔ آپ نے ۸۶ سال کی عمر میں ۲۷/اپریل بروز جمعۃ المبارک ریڈ برج (یو۔کے) میں وفات پائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ محترم آصف زمان صاحب مرحوم ڈی۔ سی۔ لکھنؤ کی صاحبزادی تھیں اور عرصہ ۲۰ سال سے انگلستان میں مقیم تھیں۔

اس کے ساتھ ہی حسب ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

(۱) محترم قریشی نورالحق تنویر صاحب، قائم مقام پرنسپل جامعہ احمدیہ، سابق نائب صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ، ۶/ فروری ۲۰۰۱ء کو بعمر ۶۹ سال وفات پاگئے اور تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں عمل میں آئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

آپ کے والد حضرت قریشی سراج الحق صاحب پٹیالوی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ آپ نے جامعہ احمدیہ سے شاہد کی ڈگری حاصل کی۔ عربی زبان میں اعلیٰ تعلیم مصر سے حاصل کی اور جامعہ احمدیہ میں عربی ادب کے پروفیسر کے طور پر خدمات بجالانے کی توفیق پائی۔ جامعہ احمدیہ میں درس و تدریس کے ساتھ ساتھ ایک لمبا عرصہ تک قاضی سلسلہ کی حیثیت میں بھی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ علاوہ ازیں محلہ دارالرحمت شرقی کے صدر کے طور پر ۱۶ سال تک خدمت کی توفیق پائی۔

آپ بہت زیرک، معاملہ فہم، دھیمے مزاج کے شریف النفس انسان تھے جو اہل محلہ اور اپنے طلباء میں بے حد مقبول تھے۔

آپ نے اپنی اہلیہ مکرمہ طاہرہ تنویر صاحبہ کے علاوہ ایک بیٹا فرحان قریشی اور چار بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

(۲) محترم عبدالعزیز بھامبڑی صاحب۔ نظارت امور عامہ کے سابق محتسب اور خادم سلسلہ محترم مولوی عبدالعزیز بھامبڑی صاحب مورخہ ۲۱، ۲۲/ اپریل ۲۰۰۱ء کی درمیانی شب کینیڈا میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ کی عمر ۸۳ سال تھی۔ آپ کو لمبا عرصہ دفتر امور عامہ ربوہ میں خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔

آپ کے والد صاحب کا نام محترم چوہدری عبدالکریم صاحب تھا۔ آپ کے والد صاحب نے آپ کو جامعہ احمدیہ میں تعلیم دلوائی۔ آپ ایک صائب الرائے، معاملہ فہم اور مخلص خادم سلسلہ تھے۔ آپ نے بفضل خدا دفتر امور عامہ میں ۴۳ سال تک خدمات سرانجام دیں۔ ۱۹۸۷ء سے ۱۹۹۲ء تک دفتر اصلاح و ارشاد مرکزیہ میں خدمات کی توفیق پائی۔ آپ کو تین دفعہ اسیر راہ مولیٰ ہونے کا موقع بھی ملا۔ آپ ایک دلیر انسان تھے۔ بڑی جوانمردی سے حالات کا مقابلہ کرتے۔ آپ اکثر جماعتی جلسوں میں تلاوت قرآن کریم اور نظمیں سنایا کرتے تھے۔ آپ کی اہلیہ محترمہ ہاجرہ بی بی صاحبہ کینیڈا میں مقیم ہیں۔ دو بیٹے بھی کینیڈا میں ہیں۔ ان کے علاوہ چار بیٹیاں ہیں جو سب کسی نہ کسی رنگ میں خدمت سلسلہ میں مصروف ہیں۔

(۳) محترم عبدالرزاق صاحب پی ٹی آئی جامعہ احمدیہ ربوہ۔ ۲۴/ دسمبر ۲۰۰۰ء کو ۶۴ سال کی عمر میں حرکت قلب بند ہو جانے سے وفات پاگئے اور تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں عمل میں آئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

آپ کے والد محترم کا نام ماسٹر اللہ بخش تھا۔ آپ کے نانا حضرت سیٹھ فضل کریم صاحبؓ آف گوجرانوالہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ آپ محترم عبدالماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن کے چچا تھے۔ آپ خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں بطور مہتمم صحت جسمانی اور مہتمم اطفال کئی سال خدمات سرانجام دیتے رہے۔ آپ نے ۳۴ سال کا لمبا عرصہ جامعہ احمدیہ میں بطور پی ٹی آئی خدمات سرانجام دیں۔ جامعہ احمدیہ کی سالانہ کھیلیں اور ہائیکنگ کے گروپس کا انتظام ان کے ذمہ ہوتا۔ طاہر کبڈی ٹورنامنٹ، سالانہ گھڑ دوڑ اور جلسہ سالانہ کے مواقع پر اہم خدمات سرانجام دیتے رہے۔

آپ نے اپنے پیچھے اپنی اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

(۴) مکرمہ حمیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم میاں رحمت اللہ صاحب (والدہ مسعودہ بیگم صاحبہ اہلیہ عبدالحکیم اکمل صاحب مرحوم مبلغ ہالینڈ) ۶/ اپریل ۲۰۰۱ء کو ربوہ میں وفات پا گئیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ موصیہ تھیں تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں عمل میں آئی۔ جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتیں۔ حضرت چھوٹی آپا صاحبہ کے ساتھ لجنہ کے دفتر میں باقاعدگی سے خدمت کرتی رہیں۔ جماعتی سکول میں بھی بطور استانی خدمات سرانجام دیں۔ حُسن عمل اور نیک طبیعت کی وجہ سے بہت مقبول تھیں۔ خاندان کی خواتین مبارکہ بھی ان کو عزت و احترام سے دیکھتیں اور ان کے بڑھاپے کی وجہ سے گھر میں بھی ملنے اور دیکھنے جاتیں۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

Money Matters
Mortgages, Remortgages
Secured-unsecured Loans
Homeowner Loans,
Tenent Loans, Personal Loans,
Credit Cards,
Current-Savings accounts,
Business Finance
FEEL FREE TO CCONTACT
Mr.Khalid Mahmood
Tel:020 8649 9681 Fax:020 8686 2290
Mobile: 07931 306576
Your home is at risk if you do not keep up repaymants on mortgage or any other loan secured on it

حضرت عیسیٰؑ کی ختم نبوت پر احراری اور عیسائی اتحاد
اور جماعت احمدیہ کا عارفانہ مسلک

(دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت)

بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے الہامات پر طائرانہ نظر ڈالنے سے یہ حقیقت بالکل نمایاں ہو کر سامنے آتی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے اور اس منفرد اور عالی منصب پر صرف آپ کو فائز کئے جانے کا انکشاف آپ پر متواتر کیا گیا۔ چنانچہ جماعت احمدیہ کی بنیاد سے بھی چھ سال قبل ۱۸۸۲ء میں آپؑ کو الہام ہوا:

"صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ سَیِّدِ وُلْدِ اٰدَمَ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ"۔ (براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۵۰۲ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۲)

درود بھیج محمدؐ اور آل محمدؐ پر جو سردار ہے آدم کے بیٹوں کا اور خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ہے۔

پھر جماعت احمدیہ کے معرض وجود میں آنے کے چھ سات سال بعد اپریل ۱۸۹۵ء کو بذریعہ وحی ربانی یہ بتایا گیا:

"اِنَّ الدِّیْنَ ھُوَالْاِسْلَام وَاِنَّ الرَّسُوْلَ ھُوَ الْمُصْطَفٰی اَلسَّیِّدُ الْاِمَام ...... وَاِنَّهٗ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ"۔ (مِننُ الرّحمٰن صفحہ ۲۰)

یعنی دین اللہ اسلام ہی ہے اور سچا رسول مصطفیٰ ﷺ السید، الامام اور وہی خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ہے۔

دو سال بعد آپ نے اعلان فرمایا:

"میرے پر یہی کھولا گیا ہے کہ حقیقی نبوت کے دروازے خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ کے بعد بکلی بند ہیں۔ اب نہ کوئی جدید نبی حقیقی معنوں میں آسکتا ہے اور نہ کوئی قدیم نبی"۔ ('سراج منیر' صفحہ ۳)

اس ضمن میں آپ نے "انجام آتھم" میں حقیقی نبوت کی تشریح یہ فرمائی کہ "آنحضرت ﷺ کے دامنِ فیض سے الگ کر کے اور اس پاک سرچشمہ سے جدا ہو کر براہ راست نبی اللہ بننا"۔

(حاشیہ صفحہ ۲۸،۲۷)

دوسری طرف آپؑ نے "ظلّی نبی" اور "امتی نبی" کی اصطلاح کا مفہوم واضح فرمایا:

"امتی نبی ہر ایک انعام آنحضرتؐ کی پیروی سے پانا نہ براہ راست"۔

(تجلیات الٰہیہ صفحہ ۹ حاشیہ)

ظلّی نبوت جس کے معنے ہیں محض فیضِ محمدی سے وحی پانا۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۸)

حضرت مولانا محمد قاسمؒ اور ظِلّی نبی کی اصطلاح

ظلّی نبی کی اصطلاح برصغیر میں سب سے قبل بانی دارالعلوم دیوبند حجۃ الاسلام اور مشہور عالم ربانی حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی نے استعمال فرمائی تھی۔ اگرچہ مذہبی دنیا کا یہ عظیم المیہ ہے کہ احراری اور دیوبندی مسلک کی طرف منسوب وہ ملاں جو اگر حضرت مولانا نانوتوی کی جوتیوں کے خاک بھی بن جائیں تو ان کی بہت بڑی سعادت ہے، عیسائیوں سے شرمناک گٹھ جوڑ کے بعد اس مقدس اور بصیرت افروز اصطلاح کو ڈھکوسلہ، دھوکہ، کفر کا ننگا ناچ، خبث، بدباطنی اور "ہندوؤں کے عقیدہ تناسخ وحلول سے اخذ کردہ کہانی" کے ناموں سے یاد کرنے لگے ہیں۔

(ملاحظہ ہو کتاب "قادیانی شبہات کے جوابات" جلد اول صفحہ ۸۳،۸۵،۸۷۔ مرتبہ اللہ وسایا۔ ناشر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان۔ اشاعت ۲۸/رجب ۱۴۲۰ھ/۲۹/اکتوبر ۱۹۹۹ء)

طرفہ تماشا یہ ہے کہ "ظلّی نبی" کی اصطلاح سے چڑنے والے اپنے اکابر علماء کو "ظلِ رحمانی" تک کہہ لیتے ہیں۔

("اکابر دیوبند" صفحہ ۱۲۔ ناشر ادارہ اسلامیات لاہور)

بہر کیف حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ (ولادت ۱۸۳۳ء۔ وفات ۱۴/اپریل ۱۸۸۰ء) ارشاد فرماتے ہیں:

"جیسے آئینہ، آفتاب اور اس دھوپ میں واسطہ ہوتا ہے جو اس کے وسیلہ سے ان مواضع میں پیدا ہوتی ہے جو خود مقابل آفتاب نہیں ہوتی پر آئینہ مقابل آفتاب کے مقابل ہوتی ہے۔ ایسے ہی انبیاء باقی بھی مثل آئینہ بیچ میں واسطہ فیض ہیں۔ غرض اور انبیاء میں جو کچھ ہے وہ ظلِّ عکس محمدیؐ ہے"۔

("تحذیر الناس" صفحہ ۲۳ مطبوعہ ۱۳۰۹ھ/۱۸۹۱ء خیر خواہ سرکار پریس سہارنپور)

ازاں بعد ظلّی نبوت کی مزید تشریح بایں الفاظ رقم فرماتے ہیں:

"لفظ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ سے یہ بات بالیقین سمجھنی ضرور ہے کہ عالم میں اس زمین میں کوئی نبی ہو یا کسی اور زمین میں سب آفتاب ذات محمدی ﷺ سے ایسی طرح مستفید ہیں جیسے آفتاب سے آئینہ...... عکس آفتاب جو آئینہ میں ہوتا ہے ہوبہو آفتاب کے مشابہ ہوتا ہے اور پھر سب جانتے ہیں کہ آفتاب اصل ہے اور عکسِ آفتاب اُسی کا پرتو"۔

("تصفیۃ العقائد" صفحہ ۳۹،۴۰۔ دارالاشاعت مولوی مسافر خانہ کراچی نمبر ۱۔ ناشر محمد رضی عثمانی۔ ۴/جون ۱۹۷۶ء)

خدائی تصرف ملاحظہ ہو۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے بالکل انہی الفاظ میں "ظلّی نبی" کی اصطلاح کی وضاحت کی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

"جیسا کہ تم جب آئینہ میں اپنی شکل دیکھو تو تم دو نہیں ہو سکتے بلکہ ایک ہی ہو اگرچہ بظاہر دو نظر آتے ہیں صرف ظل اور اصل کا فرق ہے"۔

('کشتیٔ نوح' صفحہ ۱۵۔ بحوالہ قادیانی شبہات کے جوابات صفحہ ۸۵۔ از اللہ وسایا)

بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے مذکورہ بالا الہامات کی روشنی میں آنحضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے منصب خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ سے مختص ہونے کا اقرار جہاں ہر احمدی کے ایمان کا جزو اعظم ہے جو اس کے رگ وریشہ میں رچا بسا ہوا ہے وہاں ان کے نزدیک حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کی بیان فرمودہ اصطلاح کے مطابق بانیٔ جماعت محض ظلّی نبی ہیں، امتی نبی ہیں۔ اور حقیقی نبی ہونے یعنی متابعت رسول کے بغیر کسی افاضہ کا مدعی ہر شخص حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے الفاظ میں بھی "انسان نہیں بلکہ ذرّیتِ شیطان ہے ...... خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اس کا چہرہ دیکھتے ہیں، اسی بزرگ نبی کے ذریعہ سے ہمیں میسر آیا ہے۔ اس آفتاب ہدایت کی شعاع دھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے اور اسی وقت تک ہم منور رہ سکتے ہیں جب تک کہ ہم اس کے مقابل پر کھڑے ہیں"۔

(حقیقۃ الوحی طبع اول صفحہ ۱۱۲۔ اشاعت ۱۵/مئی ۱۹۰۷ء مطبع میگزین قادیان)

آنحضرتؐ کی ذات مقدس فاتح بھی ہے اور خاتم بھی

آنحضرتؐ کا عدیم المثال مقام خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ اپنے بے نظیر فیضان اور تاثیرات قدسیہ کے بغیر تصور میں ہی نہیں آسکتا کیونکہ یہ مقام جس خالقِ کائنات نے سلسلہ انبیاء میں صرف آپؐ کو عطا فرمایا ہے اسی نے شبِ معراج میں یہ بھی انکشاف فرما دیا ہے کہ جَعَلْتُكَ فَاتِحًا وَ خَاتِمًا۔

(البزاز منقول 'ختم نبوت کامل' صفحہ ۲۲۸۔ مؤلفہ مولوی محمد شفیع دیوبندی بحوالہ "قادیانی شبہات کے جوابات" صفحہ ۲۰۔ از اللہ وسایا)

سیدنا حضرت علیؓ خلیفۃ الرسول کی زبانِ مبارک سے اس ربانی کلام کی تفسیر ملاحظہ فرمایئے:

"اَلْخَاتِمِ لِمَا سَبَقَ وَالْفَاتِحِ لِمَا انْغَلَقَ"۔

(نہج البلاغۃ صفحہ ۱۰۱۔ مطبوعہ دارالکتاب للبنانی بیروت لبنان طبع دوم ۱۹۸۲ء)

یعنی آنحضرتؐ لما سبق کے خاتم اور جو کمالات بند تھے ان کو کھولنے والے ہیں ۔

قفلہائے ناکشادہ ماندہ بود
از کفِ اِنَّا فَتَحْنَا برکشود

(مثنوی مولانا روم دفتر ششم)

عیسائی اور احراری حضرت عیسیٰ کو خاتم النبیین مانتے ہیں

اب ہمیں یہ بتانا ہے کہ اگرچہ احمدی، احراری اور عیسائی سب علمبردار ختم نبوت ہونے کے مدعی ہیں مگر ان میں بھاری اور نمایاں فرق ہے اور وہ یہ کہ عیسائی حضرت مسیح کو خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ یقین کرتے ہیں۔ چنانچہ پادری غلام مسیح پاسٹر انبالہ شہر چرچ ۱۹۰۵ء اپنی کتاب "الفرقان" حصہ دوم صفحہ ۸۴ پر رقمطراز ہیں کہ:

"مسیح اسلامِ ابراہیمی کا ختم المرسلین ہے اور اسلامِ ابراہیمی کا اصلی اور جائز وارث ہے"۔

اسی طرح پادری بوٹامل نے تو مسیح کو خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ثابت کرنے کے لئے "خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ" ہی کے نام سے ایک کتاب بھی شائع کی تھی۔

تاریخ پاکستان شاہد ناطق ہے کہ احراری دیوبندی علماء نے (جو احمدیت کی مخالفت کے ہر معرکہ میں ہمیشہ عیسائی پادریوں کے حلیف و معاون رہے ہیں) اسمبلی پاکستان ۱۹۷۴ء کے ذریعہ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ کی تعریف غیر مشروط آخری نبی کے مفہوم سے کی ہے جو قطعی طور پر ان کے عقیدہ کے پیش نظر حضرت عیسیٰ ہی پر چسپاں ہو سکتی ہے کیونکہ وہ عیسائیوں کی طرح حضرت مسیح کے خالق، عالم الغیب اور محی الاموات ہونا بھی تسلیم کرتے ہیں اور آنحضرتؐ کے بعد ان کی آمد ثانی کے بھی قائل ہیں اور پوری شدت سے آج تک اس خیال پر احمدیوں کے خلاف جنگ جاری رکھے ہوئے ہیں اور اس بنا پر انہوں نے سعودی عرب کے مفتی سے کفر و ارتداد کے فتوے بھی احمدیوں کی نسبت شائع کر رکھے ہیں۔ ان کا قطعی عقیدہ ہے کہ آنحضرتؐ کے بعد عیسیٰ بن مریم (موسوی نبی) تو ضرور تشریف لائیں گے مگر حضرت عیسیٰ کے نزول کے بعد قیامت تک کوئی اور نبی اور رسول ہرگز نہیں آئے گا جس سے صاف کھل گیا کہ "ختم نبوت" کے یہ "چیمپئن" آنحضرت ﷺ کو نہیں بلکہ حضرت عیسیٰ کو خاتم النبیین (یعنی غیر مشروط آخری نبی) مانتے ہیں اور محمد مصطفیٰ ﷺ کے منصب خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ کے سراسر منکر بلکہ کھلے باغی ہیں۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ اگر ان کے تازہ لٹریچر کا بغور مطالعہ کیا جائے تو وہ مسیح کی ختم نبوت پر ایمان کے معاملہ میں عیسائیوں سے ایک قدم آگے ہیں کیونکہ حال ہی میں انہوں نے اعلان کر دیا ہے کہ:

"آدم علیہ السلام کے بعد ہر نبی اپنے سے پہلے انبیاء کا خاتم ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے سے پہلے انبیاء کے لئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے سے پہلے انبیاء کے لئے"۔

("قادیانی شبہات کے جوابات" جلد اول صفحہ ۹۲ از اللہ وسایا)

اس گستاخانہ نظریہ نے آنحضرتؐ کے منصب خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ کو یکسر کالعدم کر کے رکھ دیا ہے کیونکہ ان کے عقیدہ کی رو سے آنحضرتؐ سے پہلے صرف حضرت مسیح زندہ تھے (جنہیں آپؐ معاذاللہ ختم نہ کر سکے) اور وہ اب تک پوری شان و شوکت سے آسمان میں سکونت پذیر ہیں۔ البتہ

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Liligation

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson
Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

حضرت عیسیٰ کو دوبار خَاتَمَ النَّبِیّٖن کا تاج پہنایا گیا۔ ایک جبکہ پہلی بار مبعوث ہوئے اور پہلے نبیوں کے خاتم بنے اور پھر دوبارہ یہی خلعت ان کی آمد ثانی کے وقت زیب تن کی جائے گی کیونکہ حقیقی طور پر غیر مشروط آخری نبی ہونے کا شرف انہی کو حاصل ہوگا نہ کہ آنحضرتؐ کو۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

خَاتَمَ النَّبِیّٖن کا صحیح اُردو ترجمہ اور اس کی عارفانہ تفسیر

آخر میں یہ تذکرہ بھی نہایت ضروری ہے کہ مندرجہ بالا نئی کتاب میں جو اللہ وسایا صاحب نے مرتب کی ہے خَاتَمَ النَّبِیّٖن کے معنے "نبیوں پر مہر" کے لئے ہیں۔(ملاحظہ ہو صفحہ ۲۵،۲۷،۲۸) جو عربی کی اضافی ترکیب سے مطابقت نہیں رکھتے۔ اردو میں خَاتَمَ النَّبِیّٖن کا صحیح ترجمہ "نبیوں کی مہر" ہے جس کا ناقابل تردید اور تاریخی اور دستاویزی ثبوت مشہور دیوبندی عالم اور مصنف "تذکرۃ الرشید" الحاج محمد عاشق الٰہی صاحب میرٹھی کا ترجمہ قرآن بھی ہے۔ آپ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کے ہمعصر تھے۔ جناب میرٹھی صاحب کے قلم سے یہ ترجمہ ربیع الاول ۱۳۳۳ھ مطابق جنوری ۱۹۱۵ء میں گلشن ابراہیم پریس امین آباد لکھنؤ سے شائع ہوا۔ جس کے صفحہ ۶۷۵ پر آپ نے آیت خَاتَمَ النَّبِیّٖن کا ترجمہ درج ذیل الفاظ میں کیا ہے۔

"محمد کسی کے باپ نہیں تمہارے مردوں میں سے ولیکن اللہ کے رسول ہیں اور مہر ہیں تمام نبیوں کی۔ اللہ ہر چیز سے واقف ہے"۔

یہ ترجمہ عربی اور اردو ادب کے قواعد کے عین مطابق ہے اور آنحضرت ﷺ کے حقیقی مقام خَاتَمَ النَّبِیّٖن کی صحیح معنوں میں عکاسی بھی کرتا ہے اور اس کے برکات و انوار کا بھی آئینہ دار ہے جس کی تفصیل حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے قلم مبارک سے سپرد قرطاس کی جاتی ہے۔ فرماتے ہیں:

"جس کامل انسان پر قرآن شریف نازل ہوا اس کی نظر محدود نہ تھی ...... بلکہ کیا باعتبار زمان اور کیا باعتبار مکان اس کے نفس کے اندر کامل ہمدردی موجود تھی اس لئے قدرت کی تجلیات کا پورا اور کامل حصہ اس کو ملا اور وہ خاتم الانبیا بنے۔ مگر ان معنوں میں نہیں کہ آئندہ اس سے کوئی روحانی فیض نہیں ملے گا بلکہ ان معنوں سے کہ وہ صاحبِ خاتم ہے۔ بجز اس کی مہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا اور اس کی امت کے لئے قیامت تک مکالمہ الٰہیہ کا دروازہ کبھی بند نہ ہوگا اور بجز اس کے کوئی نبی صاحبِ خاتم نہیں جس کی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جس کے لئے امتی ہونا شرط ہے"۔

(حقیقۃ الوحی طبع اول صفحہ ۲۷۔۲۸)

پھر فرماتے ہیں:

"اللہ جلشانہ نے آنحضرت ﷺ کو صاحبِ خاتم بنایا یعنی آپ کو افاضہ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہر گز نہیں دی گئی۔ اسی وجہ سے آپ کا نام خَاتَمَ النَّبِیّٖن ٹھہرا۔ یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوتِ قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی"۔

(ایضاً صفحہ ۹۷ حاشیہ)

سبحان اللہ !! اقلیم نبوت کے شہنشاہ حضرت محمد مصطفیٰؐ خاتمیت اور فاتحیت کے کس درجہ حسین اور مثالی شاہکارِ خالقِ کائنات ہیں۔ ؎

مصطفیٰؐ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت
اُس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے

مرا مقصود و مطلوب و تمنا خدمت خلق است

آئیوری کوسٹ (مغربی افریقہ) کے ایک گاؤں میں اچانک آتش زدگی سے متاثرہ افراد کی امداد

(رپورٹ: وسیم احمد ظفر ثانی ۔ مبلغ سلسلہ آئیوری کوسٹ)

خدمت خلق جماعت احمدیہ کا ہمیشہ سے طرہ امتیاز رہا ہے۔ دنیا میں کہیں بھی مخلوق خدا کسی ناگہانی مصیبت میں مبتلا ہوئی تو خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو ہمیشہ یہ توفیق عطا فرمائی کہ وہ خدمت کے میدان میں صف اول میں رہی ہے۔ وہ بوسنیا کے مصیبت زدگان ہوں یا جاپان میں زلزلہ کے متاثرین ہوں خدا کے فضل سے جماعت نے ہمیشہ بے لوث خدمت کی توفیق پائی ہے اور یہ خدمت محض خدا کی رضا کے حصول کے لئے ہوتی ہے۔ اور جس رسول ﷺ کے ہم پیروکار ہیں اس کی اپنی سنت بھی یہی تھی اور اپنی امت کو بھی یہ نصیحت کی۔ چنانچہ آپ کے غلامِ کامل حضرت مسیح موعود و امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اپنے جذبات کا اظہار کچھ اس طرح سے کیا ہے۔ ؎

مرا مقصود و مطلوب و تمنا خدمت خلق است
ہمیں کارم، ہمیں بارم، ہمیں رسمم، ہمیں راہم

اسی طرح ایک ناگہانی آفت آئیوری کوسٹ کے ایک ریجن بوآکے (Bouake) کے ایک گاؤں موسوباڈوگو (Mousso Badougou) میں آئی جہاں جنگل میں آگ لگنے کی وجہ سے آگ نے پورے گاؤں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور دیکھتے ہی دیکھتے پورا گاؤں جل گیا اور گھروں میں عام استعمال کے کپڑے تک جل کر راکھ ہوگئے ۔ لیکن وہاں موجود مسجد احمدیہ گاؤں کے وسط میں ہونے کے باوجود معجزانہ طور پر آگ سے بالکل محفوظ رہی۔

اطلاع ملتے ہی امیر صاحب کی ہدایت پر جماعت کا ایک وفد اہل گاؤں سے اظہار ہمدردی کے لئے پہنچا جس نے نقصانات کا اندازہ لگا کر رپورٹ آبی جان بھجوائی۔ یہاں ہنگامی طور پر امیر صاحب نے انتظامی امور کی کمیٹی کا اجلاس بلوا کر اس مسئلہ پر غور کیا اور کمیٹی نے متفقہ طور پر سفارش کی کہ فوری طور پر عام ضرورت کی اشیاء اور کپڑوں کے لئے اڑھائی ملین فرانک فراہم کرنے کی ضرورت ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ کی خدمت میں اس کی اطلاع کی گئی تو حضور ایدہ اللہ نے فوری طور پر متاثرین کی امداد کی ہدایت فرمائی اور خاص طور پر رقم کی منظوری مرحمت فرمائی۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی ہدایت کے مطابق مکرم عبدالرشید صاحب انور، امیر و مشنری انچارج آئیوری کوسٹ کی قیادت میں ایک اور وفد متاثرہ گاؤں پہنچا جس میں مبلغین سلسلہ مکرم باسط احمد شاہد صاحب، مکرم عامر ارشاد صاحب ، مکرم ظفر اللہ سلام صاحب اور خاکسار وسیم احمد ظفر شامل تھے۔ اہل گاؤں سے اظہار ہمدردی اور مذکورہ رقم فراہم کرنے پر اہل گاؤں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ ان کے دلوں پر ہونے والا گہرا اثر ان کے چہروں پر نمایاں تھا۔ اور بہت جذباتی انداز میں گاؤں کے لوگوں نے جماعت کا شکریہ ادا کیا۔ اس موقع پر فضا نعرہ ہائے تکبیر سے گونج اٹھی ۔ اس موقع پر بوآکے (Bouake) کی جماعت نے متاثرین کے لئے کپڑوں کے چودہ بنڈل تحفۃً پیش کئے جو کہ مکرم عمر معاذ صاحب مبلغ سلسلہ بوآکے سے لے کر آئے تھے ۔ اس موقع پر مکرم امیر صاحب نے خطاب کرتے ہوئے صبر اور وسیع حوصلہ کی تلقین کی اور جماعت کی طرف سے مکمل تعاون کی یقین دہانی کروائی۔ امیر صاحب نے فرمایا کہ اخوت اور بھائی چارہ کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی ضروریات پر دوسروں کی ضروریات کو ترجیح دینا مومن کی سچی نشانی ہے۔

آخر میں مکرم امیر صاحب نے دعا کرائی جس میں اسلام کی ترقی اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کی صحت اور درازی عمر کے لئے دعا کی گئی۔ اور خدا کا شکر ادا کیا کہ جماعت احمدیہ اپنے امام کے تابع خدا کے فضل سے حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد ادا کرنے کی توفیق بھی پا رہی ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

اس ریلیف کی رپورٹ مشہور اخبار Actuale میں بڑے اچھے انداز میں شائع ہوئی۔

بقیہ: مسجد کوئین (بورکینا فاسو) کی تقریب افتتاح از صفحہ ۱۶

مفید اور کامیاب رہا۔ تیسرے دن گیارہ بجے مسجد کے افتتاح کا پروگرام تھا جس کے لئے خاکسار مجلس عاملہ کے ۹ ممبران کے ساتھ وہاں پہنچا جہاں اردگرد کے دیہات سے تقریباً تین صد احباب جمع تھے۔ نیز سرکاری نمائندگان بھی شامل ہوئے۔

خاکسار نے مساجد کی تعمیر کی غرض و غایت اور مومن کا مسجد سے تعلق کے موضوع پر اظہار خیال کیا۔ دعا کے ساتھ مسجد کا افتتاح کیا گیا۔

مقامی جماعت نے ایک گائے ذبح کر کے تمام آنے والے مہمانوں کے لئے کھانا تیار کیا۔ اسی طرح لوکل مشروب بھی پیش کیا گیا۔

اس مسجد کی تعمیر میں مقامی جماعت نے بہت تعاون کیا اور بہت سے کام وقار عمل سے کئے گئے۔ اس مسجد کی تعمیر پر کل لاگت تین ملین فرانک سیفا آئی ۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ اس مسجد کی تعمیر کو بہت بابرکت فرمائے اور ان سب کو جنہوں نے اس کی تعمیر میں کسی رنگ میں بھی حصہ لیا اپنے فضل سے دنیا و آخرت میں بہترین جزا عطا فرمائے۔

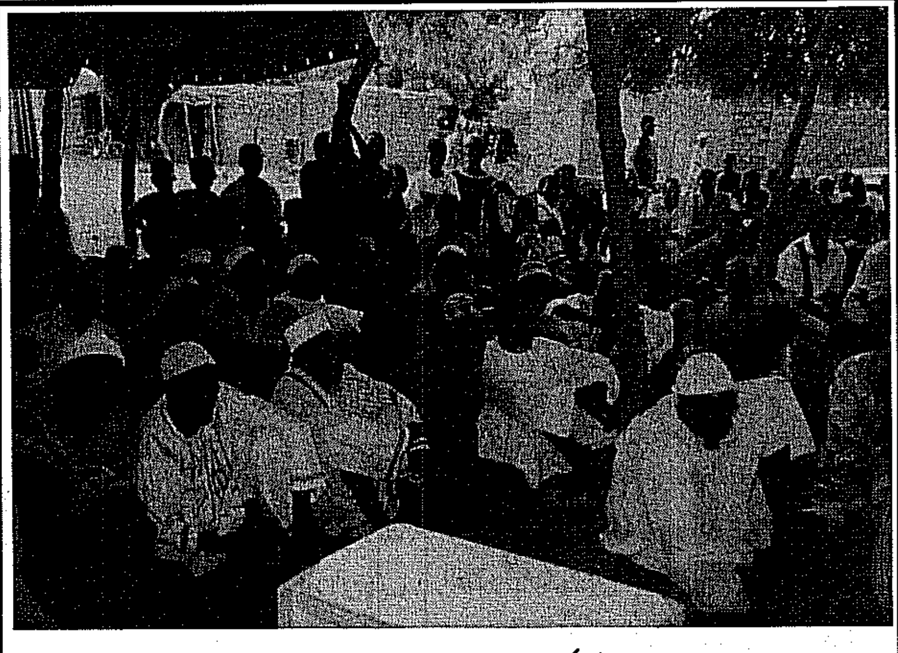

مسجد احمدیہ کوئین کے افتتاح کے موقعہ پر احباب جماعت

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری
برطانیہ: پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

fozman foods
BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TEL: 020 - 8553 3611

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات ورسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

ماہنامہ انصاراللہ کا خصوصی نمبر
حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب

مارچ ۲۰۰۰ء کا ماہنامہ "انصاراللہ" ربوہ ایک خصوصی اشاعت ہے جو حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی یاد میں مدون کیا گیا ہے۔ یہ خاص پرچہ بہت سے عمدہ مضامین اور تاریخی تصاویر پر مشتمل ہے جو حضرت صاحبزادہ صاحب کی ذاتی زندگی اور جماعتی خدمات کے ساتھ ساتھ آپ کی سیرۃ کے متعدد حسین پہلوؤں پر روشنی ڈالتی ہیں۔ قبل ازیں ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل ۱۰ر جولائی ۹۸ء اور ۴ر جون ۹۹ء کے اسی کالم میں حضرت صاحبزادہ صاحب کا مختصر ذکرِ خیر کیا جاچکا ہے۔

حضرت صاحبزادہ صاحب نہایت نڈر، صائب الرائے، نظام اور خلافت کے عاشق صادق، منکسر المزاج اور شفقت و محبت کا پیکر تھے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے آپ کی وفات پر اپنے خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا:

"حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کچھ الہامات تھے جو حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ پر چسپاں کئے گئے اور مَیں...... شروع ہی سے یہ یقین رکھتا تھا کہ یہ الہامات اصل میں آپؓ کے صاحبزادہ حضرت مرزا منصور احمد صاحب سے متعلق ہیں"۔

حضور انور نے متعدد الہامات مثلاً 'اَمَّرَهُ اللّٰه عَلیٰ خِلَافِ التَّوَقُّعِ'، "عَمَّرَهُ اللّٰه عَلیٰ خِلَافِ التَّوَقُّعِ"، "وہ بادشاہ آیا"، اور "اب تو ہماری جگہ بیٹھ اور ہم چلتے ہیں" وغیرہ پڑھنے اور اُن کی تشریح کرنے کے بعد فرمایا:-

"باطل کو رڈ کرنے کے معاملے میں اتنا بہادر انسان مَیں نے اَور شاذ ہی دیکھا ہو...... خلافت کے عاشق اور فدائی، اور مَیں جو اُن کے سامنے ایک چھوٹا بچہ تھا ...... اس طرح سامنے وفا کے ساتھ ایستادہ ہوئے ہیں جیسے اپنی کوئی حیثیت نہیں رہی"۔

پھر فرمایا: "حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی روح ایک پاک روح تھی، بہت دلیر انسان تھے، خلافت کے حق میں ایک سونتی ہوئی تلوار تھے ...... ساری زندگی سادہ گزری ہے، بالکل بے لوث انسان...... ذرا بھی اُن کے اندر کوئی انانیت نہیں پائی جاتی تھی۔"

نیز فرمایا: "آپ کا وجود ایک مبارک وجود تھا جسے حضرت مسیح موعودؑ کا روحانی بیٹا ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔ جو کچھ بھی اپنے بیٹے کے متعلق دیکھا وہ اُن کے بیٹے کے متعلق پورا ہوا۔"

حضرت صاحبزادہ صاحب ۱۳ر مارچ ۱۹۱۱ء کو قادیان میں پیدا ہوئے اور وہیں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ بعد ازاں گورنمنٹ کالج لاہور میں بھی زیر تعلیم رہے۔ آپ کی شادی سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی صاحبزادی محترمہ ناصرہ بیگم صاحبہ سے ۲ر جولائی ۱۹۳۴ء میں ہوئی۔ ۴۶ء میں کچھ عرصہ آپ انگلینڈ میں ٹیکنیکل ٹریننگ کے لئے مقیم رہے۔

متفرق جماعتی خدمات میں آپ نائب صدر خدام الاحمدیہ اور کئی شعبہ جات کے مہتمم رہے، مجلس انصاراللہ میں قائد تربیت اور قائد صحت جسمانی بھی رہے، نائب افسر جلسہ سالانہ بھی مقرر ہوئے۔ صدر انجمن احمدیہ میں ناظر امور عامہ، ناظر امور خارجہ، ناظر زراعت، ناظر ضیافت اور صدر صدر انجمن بھی رہے۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کو بہت سی منفرد تاریخی خدمات کی توفیق بھی ملی۔ آپ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں سب سے لمبا عرصہ ناظر اعلیٰ، امیر مقامی اور صدر مجلس مشاورت کے عہدوں پر فائز رہے۔ ۴۵ مرتبہ امیر مقامی بننے کی سعادت ملی اور بوقت وفات قریباً تیرہ سال سے اس عہدہ پر فائز تھے۔ آپ نے ۱۰ر دسمبر ۱۹۹۷ء کو قریباً ستاسی سال کی عمر میں وفات پائی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر محترم مرزا عبدالحق صاحب صوبائی امیر پنجاب نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور بعد ازاں بہشتی مقبرہ ربوہ کے قطعہ خاص میں تدفین کے بعد دعا بھی کروائی۔

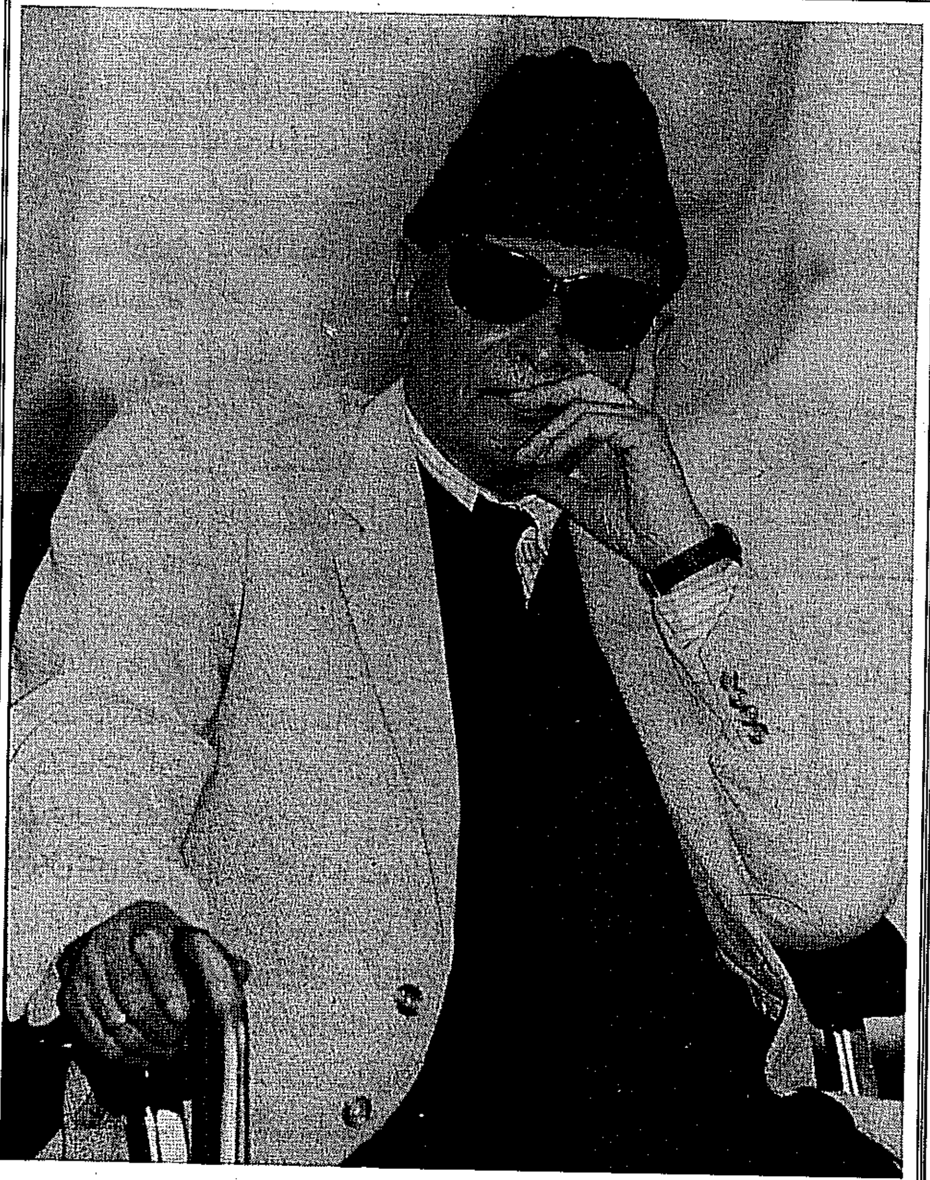

......✿......✿......✿

ماہنامہ "انصاراللہ" مارچ ۲۰۰۰ء میں شامل اشاعت حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی یاد میں محترمہ صاحبزادی امۃالقدوس صاحبہ کی ایک آزاد نظم سے چند سطریں ملاحظہ فرمایئے:

یہ مرا باپ ہے
دوستوں کے لئے ٹھنڈے اور میٹھے
پانی کی جوئے رواں
پَر غضب میں جو آئے تو آتش فشاں
اس کی فطرت میں شعلہ بھی شبنم بھی ہے
خوش نوائی بھی ہے، لہجہ برہم بھی ہے
لیکن اک بات ہے
کوئی شکوہ نہیں ہے
شکایت نہیں، دل میں کینہ نہیں
عیب جوئی؟ نہیں،
نکتہ چینی؟ نہیں
بدگمانی؟ نہیں،
بے یقینی؟ نہیں
اس میں شفقت بھی ہے
سخت گیری بھی ہے
خوئے سلطانی، شانِ فقیری بھی ہے
حوصلہ بھی ہے، اس میں شجاعت بھی ہے
بے نیازی بھی، رنگ محبت بھی ہے
تمکنت بھی ہے اور انکساری بھی ہے
وضع داری بھی ہے خاکساری بھی ہے
خیر خواہی بھی ہے بہر خلق خدا
بہر دین خدا جانثاری بھی ہے
عزم اور حوصلے میں تو یہ فرد ہے
آہنی مرد ہے
یہ مرا باپ ہے

......✿......✿......✿

ماہنامہ "انصاراللہ" مارچ ۲۰۰۰ء میں شامل اشاعت ایک انٹرویو میں محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب نہایت معمور الاوقات تھے، آرام طلبی کو پسند نہ فرماتے، آپ کے دل میں غنا، بے نفسی اور قناعت تھی۔ ملازمین کے ساتھ بہت حسن سلوک کرتے، اُن کے بچوں کی تعلیم اور شادی کے موقع پر لوازمات میں خاص دلچسپی لیتے۔

بچوں کیلئے بہت محبت تھی لیکن غلطی دیکھ کر سختی کرتے، اُنہیں سخت جان اور محنتی بنانے کی کوشش کرتے، باجماعت نماز کی نگرانی کرتے۔

اکثر اوقات ذکر الٰہی میں مصروف رہتے، کتب کا مطالعہ بھی ضرور کرتے، خدمت دین کی طرف خاص توجہ تھی۔

......✿......✿......✿

حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کا ذکر خیر کرتے ہوئے ماہنامہ "انصاراللہ" مارچ ۲۰۰۰ء میں شامل اشاعت اپنے مضمون میں مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب لکھتے ہیں کہ تکلّف اور نمائش سے آپ کی طبیعت کوسوں دور تھی لیکن اس میں ہرگز کوئی مبالغہ نہیں کہ ذکرالٰہی آپکی روح کی غذا تھی۔ دفتر میں اگر کام سے وقفہ یا فرصت ہوتی تو بعض اوقات ہاتھ میں تسبیح ہوتی جس کا کبھی عام اظہار نہ ہونے دیا۔

وفات سے دو تین سال قبل جب ہسپتال میں زیر علاج رہے تو صحت یاب ہونے پر دفتر آنا شروع کیا۔ ایک دن فرمایا کہ اب مجھے موت کا خوف نہیں رہا، اس علالت کے دوران ایک مرحلہ ایسا آیا کہ اگلے جہان کا سارا نظارہ دیکھا کہ مرنے کے بعد انسان کو بالکل تنہا ایک طویل اور تاریک غار سے گزرنا پڑتا ہے جہاں نیک اعمال کی روشنی ساتھ دیتی ہے اور بداعمال والے اُسی تاریکی میں اذیّت اٹھاتے ہیں۔ تاریک غار کا سفر مکمل ہونے پر آگے روشنی اور جنت کی فضائیں ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے غار کے سفر میں کوئی دقّت یا گھبراہٹ نہ ہوئی اور جنت کے نظارے دیکھ کر پلٹا ہوں۔

آپ کی طبیعت میں قناعت کا رنگ غالب تھا اور نظام خلافت سے انتہا درجہ کی عقیدت، وفا اور اطاعت کا تعلق تھا۔ سوائے خاص تعلق کے عام لوگوں سے تحائف قبول کرنے میں سخت انقباض تھا اور بعض کو یہ نصیحت بھی کرتے کہ میرا یہ مقام نہیں کہ تحفے وصول کروں، اپنا تحفہ حضور کی خدمت میں بھجواؤ۔

کبھی کسی مستحق کی امداد کا مطالبہ رڈ نہیں کیا البتہ کبھی مطالبہ پر اطمینان محسوس نہ کرتے تو تحقیق ضرور کرواتے تاکہ سلسلہ کا مال ضائع نہ ہو۔ بعض دفعہ حالات کا احساس کر کے مطالبہ سے بڑھ کر عطا فرماتے۔ بجٹ کی کمی کی فکر کبھی لاحق نہ ہوتی۔ اگر کوئی مطالبہ پورا کر دینے پر شکریہ ادا کرتا تو فرماتے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو یا سلسلہ کا، میری ذات کا

اس میں کیا حق ہے؟۔ خوش آمد سے آپ کو سخت نفرت تھی اس لئے سائل سے ملاقات کرنے سے گریز کرتے لیکن اُسے محروم کبھی نہیں چھوڑا۔

کارکنان کے بچوں کی تعلیم، علاج، شادی بیاہ وغیرہ پر بھی اعانت اپنا فرض سمجھتے لیکن کبھی اس کا تذکرہ نہ فرماتے۔ کسی کارکن کے خلاف شکایت آتی تو بالعموم فرماتے کہ جو کارکن کام پر پورا نہیں اترتا، اُس کا میرے دفتر میں تبادلہ کردیں، مَیں کام لے لوں گا۔ سلسلہ کا مفاد ہمیشہ آپ کے مدنظر رہتا۔

آپ کا ذہن اعداد و شمار یاد رکھنے میں کمپیوٹر کی طرح کام کرتا تھا۔ اکثر صحیح اعداد و شمار زبانی بتادیتے جو ریکارڈ چیک کرنے پر درست ثابت ہوتے۔

دفتری کام میں تاخیر پر سخت کوفت محسوس کرتے۔ حضور کی خدمت میں رپورٹ پیش ہونی ہوتی تو بہت محتاط انداز تھا کہ حقائق لازماً سامنے آئیں لیکن غیر ضروری طوالت نہ ہو۔

......❁......❁......❁......

محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کے بارہ میں ماہنامہ "انصاراللہ" مارچ ۲۰۰۰ء میں شامل اشاعت مکرم عبدالکریم قدسی صاحب کی ایک نظم سے چند اشعار ہدیہ قارئین ہیں:

دے گیا قدسی ہمیں آخر جدائی کا وہ داغ
ایک پاکیزہ گھرانے کا حسیں چشم و چراغ
تھا ہمالہ حوصلہ، فولاد کے اعصاب تھے
وہ یقیناً جرأت و ہمت کی آب و تاب تھے
سلسلہ کا وہ فدائی تھا الگ انداز کا
وہ مسافر تھا عجب راہِ نیاز و ناز کا
تھا خلافت کے لئے غیرت کا وہ کوہِ گراں
انکساری کا اطاعت کا وہ بحر بیکراں

......❁......❁......❁......

حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کا ذکر خیر کرتے ہوئے ماہنامہ "انصاراللہ" مارچ ۲۰۰۰ء میں شامل اشاعت اپنے مضمون میں مکرم رشید احمد صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت صاحبزادہ صاحب کے ساتھ تقریباً ۳۵ سال خاکسار کو خدمت کا موقعہ ملا۔ ۸۴ء میں ضیاء آرڈیننس کے بعد ہزاروں احمدی احباب کے ساتھ ساتھ آپکے خلاف بھی مقدمات قائم ہوئے۔ یہ پانچ مقدمات تھے جن کی پیروی کیلئے آپ ایک عام فرد جماعت کی طرح عدالتوں میں پیش ہوتے رہے اور کبھی اپنی طبیعت پر بوجھ محسوس نہ کیا۔ ایک مرتبہ جب آپ باری کے انتظار میں کھڑے تھے تو ایک دوست نے آپ کو کرسی پیش کی مگر آپ نے منع کردیا۔

آپ کے ساتھ کام کرنے والوں کو یہ احساس ہوتا جیسے میدان جنگ میں اُنہیں ایک ڈھال میسر ہے۔ کبھی گھبراہٹ کا مظاہرہ نہیں کیا اور رات دو بجے بھی حاضر ہونے پر بڑی بشاشت سے پوری بات سنی اور ہدایات دیں۔ دوسروں کی خاطر اپنا آرام قربان کردیتے۔

مستحقین کی امداد دل کھول کر کرتے۔ اس میں مذہبی تفریق نہیں تھی۔ ایک غیر از جماعت مولوی صاحب نے درخواست کی تو اُن کی بھی مطلوبہ ضرورت پوری کردی۔

ماتحت عملہ سے نہایت مشفقانہ سلوک ہوتا۔ کارکنان کی تنخواہوں کا معاملہ زیر غور ہوتا تو زیادہ سے زیادہ اضافہ کی کوشش کرتے۔ ایک مرتبہ پانچ کس کی فیملی شمار کرکے حساب بنایا کہ اس فیملی کو ہفتہ میں کتنا گوشت، سبزی اور دودھ وغیرہ کی ضرورت ہے۔ اس طرح گوشوارہ بناکر انجمن میں معاملہ پیش کیا جس کے نتیجہ میں تنخواہوں میں مناسب اضافہ ہوا۔ کئی کارکنان کو کمال شفقت سے آپ نے برخواست ہونے سے بچالیا اور کئی ایک کی ترقی (جو بظاہر ناممکن تھی) دلوادی۔

ایک کارکن جو مجرد ہونے کے دنوں میں کسی دوکان پر پارٹ ٹائم کام کرتے تھے اور اپنی تنخواہ سے پس انداز کرکے رقم دوکاندار کے پاس امانت رکھواتے تھے کہ شادی کے بعد لے لوں گا۔ جب اُن کی شادی ہوئی تو دوکاندار کی مالی حالت بہت خراب تھی چنانچہ وہ رقم ادا نہ کرسکا اور یہ معاملہ حضرت میاں صاحب کے پاس آیا۔ دوکاندار آپ کے سامنے اپنے مالی حالات بیان کرکے رو پڑا۔ آپ نے فرمایا کہ کارکن مذکور کو میری ذاتی امانت سے اُس کی رقم ادا کردی جائے اور اس دوکاندار کو چھوڑ دو۔

ربوہ کے ایک دوکاندار جو ۱۹۷۴ء میں میرے ساتھ اسیر راہ مولیٰ رہے تھے، نے ایک مکان خریدنے کے لئے اپنی ساری جمع پونجی کا اندازہ لگایا تو اسّی ہزار روپے کم نکلے۔ وہ میرے پاس آئے تو مَیں نے اُن کی طرف سے ایک درخواست میں سارے حالات لکھ کر حضرت میاں صاحب سے پچاس ہزار روپے قرض مانگے اور اپنی ضمانت بھی دی۔ آپ نے فرمایا کہ اگر رقم دینی ہے تو پوری دیں، پچاس ہزار لے کر تیس ہزار کے لئے پھر کسی اَور کا گھر تلاش کرے گا۔ چنانچہ انہیں پوری رقم مل گئی۔

۱۹۶۴ء یا ۱۹۶۵ء میں رات کو چور، چور کی آوازیں سن کر خدام نے دو آدمیوں کا تعاقب کرکے انہیں پکڑ لیا اور اُن کی مرمت کی۔ اتفاق سے حضرت میاں صاحب نے بھی ان خدام کا تعاقب کرکے دو مشتبہ آدمیوں کو چھڑایا اور انہیں پولیس کے حوالہ کردیا۔ تحقیق پر معلوم ہوا کہ یہ دونوں نوجوان عیسیٰ خیل ٹرانسپورٹ فیصل آباد کے ملازم ہیں جو آوارگی کے لئے یہاں آئے تھے۔ یہ کمپنی گورنر پنجاب ملک امیر محمد خان کی ملکیت تھی اسلئے انتظامیہ کو پریشانی ہوئی کہ مبادا گورنر صاحب کے آدمیوں کی وجہ سے پوچھ گچھ نہ ہو۔ جب اس کا علم محترم میاں صاحب کو ہوا تو آپ نے گورنر کو اور کمپنی کے جنرل مینیجر کو خطوط لکھوائے کہ آپ کی ٹرانسپورٹ کمپنی کے فلاں فلاں ملازم آدھی رات کو ربوہ آئے جو پہرہ داروں کے ہاتھوں پکڑے گئے۔ ان کا مقصد سوائے آوارگی کے اَور کچھ نہ تھا، یہ لوگ آپکی اور کمپنی کی بدنامی کا باعث ہیں اسلئے ان کا محاسبہ کریں۔ جب یہ خط گورنر صاحب کو ملا تو انہوں نے جنرل مینیجر کو ربوہ بھجوایا اور حکم دیا کہ اگر اہل ربوہ ان دونوں ملازموں کو معاف کردیں تو یہ کمپنی میں رہ سکتے ہیں ورنہ انہیں ملازمت سے فارغ کردیں۔ اس وقت دونوں نوجوان بھی اُنکے ہمراہ تھے۔ انہوں نے جنرل مینیجر کے روبرو اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور معافی مانگی، اس طرح اُن کی جان بخشی ہوئی۔

......❁......❁......❁......

حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کا ذکر خیر کرتے ہوئے ماہنامہ "انصاراللہ" مارچ ۲۰۰۰ء میں شامل اشاعت اپنے مضمون میں مکرم ملک منور احمد جاوید صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت صاحبزادہ صاحب کو حضرت خلیفۃالمسیح سے بے پناہ محبت تھی۔ جب بھی آپ کو حضور انور کی کسی سفر کے لئے روانگی کا علم ہوتا تو فوری طور پر تین بکرے صدقہ کرنے کا ارشاد فرماتے۔

آپ اپنے ساتھ کام کرنے والوں کی حوصلہ افزائی فرماتے۔ اگرچہ لغزش پر ناراض بھی ہوتے لیکن یہ ناراضگی زیادہ دیر قائم نہ رہتی۔ ایک دفعہ کسی بات پر بہت ناراض ہوئے اور ٹیلیفون بھی بند کردیا۔ دو دن بعد جب میں کسی کام کے سلسلہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور معذرت کی تو فرمایا کہ بھول جاؤ اُس غصہ کو۔ پھر فرمایا کہ سرزنش اُسی کو کی جاتی ہے جو کام کرتا ہے، بھلا کام نہ کرنے والے کو ڈانٹنے کی ضرورت ہی کیا ہوتی ہے۔

ایک دفعہ ایک شخص میرے پاس آیا جسے پندرہ ہزار روپے کی فوری ضرورت تھی۔ مَیں نے پانچ ہزار کا بندوبست کردیا اور پانچ ہزار کے لئے خود ہی درخواست لکھ کر حضرت میاں صاحب کے سامنے صورتحال رکھی کہ جس کو رقم کی ضرورت ہے وہ نام ظاہر نہیں کرنا چاہتا۔ آپ نے فرمایا کہ پانچ ہزار کا اگر بندوبست کردوں تو مزید پانچ ہزار کی پریشانی موجود رہے گی۔ یہ کہہ کر آپ نے ساری رقم کا بندوبست کردیا۔

ایک دفعہ دارالضیافت کی کسی مد میں اضافہ کا کیس تھا۔ جب مَیں نے اس کا تذکرہ آپ کے سامنے کیا تو فرمایا کہ مہنگائی کا سلسلہ ہمیشہ سے جاری ہے۔ ایک وقت میں جبکہ ایک پیسے کے دو انڈے آتے تھے اور جب ایک پیسہ کا ایک انڈا ہوگیا تو اس وقت بھی یہ کہا گیا کہ مہنگائی ہوگئی ہے۔ آج اس کے مقابل پر بہت مہنگائی ہے اور مہنگائی کے ساتھ اضافہ کی ضرورت کا ہمیشہ کا ساتھ ہے اس لئے مہنگائی پر شور ڈالنا ٹھیک نہیں ہوتا۔

......❁......❁......❁......

ماہنامہ "انصاراللہ" مارچ ۲۰۰۰ء میں شامل اشاعت حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی یاد میں محترم ڈاکٹر راجہ نذیر احمد ظفر مرحوم کی ایک نظم سے چند اشعار ہدیہ قارئین ہیں:

فقر و غنیٰ ترے ہمیں روکے رہے ہمیش
حق ہوسکا ادا نہ ترے احترام کا
ہر گام پر مظفر و منصور تُو رہا
ہاں خوب حق ادا کیا منصور نام کا
ہر معرکے میں شیر کی مانند بے خطر
جرنیل تھا تُو اپنے امامِ ہمام کا
پردیس میں یہ صدمہ عظمیٰ امامِ من
تھامے تجھے پیار خدائے انام کا

......❁......❁......❁......

حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کا ذکر خیر کرتے ہوئے ماہنامہ "انصاراللہ" مارچ ۲۰۰۰ء میں شامل اشاعت اپنے مضمون میں مکرم ناصر احمد ظفر بلوچ صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت صاحبزادہ صاحب کے ساتھ میرا تعلق ۷۰ء میں شروع ہوا۔ آپ نے ذاتی آرام کو ہمیشہ جماعتی مفاد پر قربان کئے رکھا۔ پیرانہ سالی کے باوجود بھی، دن ہو یا رات، ایک دفعہ بھی ایسا نہیں ہوا کہ میں ملنے گیا ہوں اور ملاقات سے محروم رہا ہوں، مشکل سے مشکل مسئلہ لے کر حاضر ہوتا تو آپ مختصر الفاظ میں فوری صائب اور جامع مشورہ سے نوازتے۔

آپ کے زرعی فارم کے تمام ملازمین تقریباً غیر از جماعت ہیں۔ آپ نے ہمیشہ اُن سے عزیزوں جیسا سلوک کیا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کی وفات پر وہ لوگ دھاڑیں مار مار کر روئے۔ جو کوئی ایک دفعہ آپ سے ملاقات کر جاتا، وہ آپ کا گرویدہ ہو جاتا۔

ایک دوست نے جو ۹ بچوں کے واحد کفیل تھے، آپ سے عرض کیا کہ بڑی بیٹی کے رخصتانہ میں دو یوم باقی ہیں۔ باقی تیاری تو ہوچکی ہے لیکن بارات کی مہمان نوازی کے لئے گنجائش نہیں ہے۔ حضرت میاں صاحب نے اُن دوست کے اندازے سے قریباً دوگنے افراد کیلئے کھانے کا انتظام کرادیا۔

ایک مخلص احمدی خاتون کی عدم موجودگی میں چور اُن کے گھر کا صفایا کرگئے اور عام استعمال کی چیزیں بھی لے گئے۔ اُن کی آمدنی انتہائی قلیل تھی۔ حضرت میاں صاحب کو اطلاع ہوئی تو صدر عمومی صاحب کو چوری کا سراغ لگوانے کا ارشاد فرمایا اور خاتون کی اس قدر نقد امداد فرمائی جس سے وہ گھر کی بنیادی اشیاء خرید سکے۔

حضرت میاں صاحب بڑے بااصول انسان تھے۔ لین دین کے معاملات میں کبھی کوئی بات اخفا میں نہ رکھتے۔ آپکے ایک قابل اعتماد آدمی مکرم محمد یوسف صاحب پنجو آنہ کا بیان ہے کہ آپ نے جب کوئی پرانی مشینری فروخت کرنی ہوتی تو اس کی قیمت کا اندازہ اس طرح لگاتے کہ مَیں نے فلاں سال میں خریدی تھی اور اتنے سال کام لیا۔ آپ نے ایک بار مجھ سے بیان کیا کہ ایک ٹریکٹر فروخت کرنا ہے۔ مَیں نے وہ سوا لاکھ روپے میں فروخت کردیا۔ مَیں خریدار کو دفتر لایا اور خود اندر جاکر آپکے سامنے سوا لاکھ روپے رکھے کہ اتنے میں ٹریکٹر فروخت ہوگیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ آپ نے مہنگا فروخت کیا ہے، اس وقت اس کی قیمت تو ایک لاکھ ہے۔ مَیں نے عرض کیا کہ خریدار اس سودے پر خوش ہے۔ فرمایا: اُس کو بلاؤ۔ وہ آیا تو آپ نے پوچھا کہ کیا تسلّی کرلی ہے؟ اُس نے کہا بالکل مطمئن ہوں۔ پھر مجھ سے دریافت فرمایا کہ اس ٹریکٹر میں فلاں فلاں خرابی ہے، اُس کے بارہ میں تم نے آگاہ کردیا ہے۔ عرض کیا نہیں۔ فرمایا: یہ دیانت کے خلاف ہے۔ عرض کیا کہ یہ نقص تو بالکل معمولی ہے۔ آپ نے میز پر پڑی ہوئی رقم میں سے دس ہزار روپے اٹھاکر خریدار کو واپس کردیئے۔ اُس وقت اُس کے چہرہ کی کیفیت دیدنی تھی۔ حضرت میاں صاحب کی صاف گوئی اور بے نیازی کا اُس پر گہرا اثر ہوا۔ وہ نہایت ادب سے آپ کو اپنے گھر آنے کی دعوت دے کر رخصت ہوا اور باہر آکر کہا کہ مَیں نے زندگی بھر ایسا عظیم المرتبت انسان نہیں دیکھا۔ مَیں اُسے الوداع کہہ کر واپس حضرت میاں صاحب کے پاس پہنچا تو رقم جوں کی توں میز پر پڑی تھی۔ آپ نے اُس میں سے پندرہ ہزار روپے مجھے دیئے اور فرمایا کہ اپنے ٹریکٹر کی قیمت مَیں نے وصول کرلی ہے۔

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission
04/06/2001 – 10/06/2001

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours.
For more information please phone on +44 20 8870 8517 or fax +44 20 8874 8344
ALL TIMES ARE NOW GIVEN IN GMT

Monday 4th June 2001

00.05 Tilawat, News
00.40 Children's Class: Lesson No.132, First Part ® Rec: 12.12.98
01.15 Liqa Ma'al Arab: Session No.280 ® Rec:06.05.97
02.10 Interview of M. M. Ahmad Sahib, Pt 4 ®
03.00 Urdu Class: Lesson No.182 ® Rec: 15.06.96
04.15 Learning Chinese: Lesson No.216 ® Hosted by Usman Chou Sahib
05.00 Mulaqat: Young Lajna & Nasirat ® Rec: 7.05.01
06.05 Tilawat, News
06.40 Children's Corner: Workshop No. 1 Produced by MTA Pakistan
07.15 Dars Ul Quran: No.22 (1998) ® Rec: 25.01.98
08.35 Liqa Ma'al Arab: Session No.280 ®
09.40 Urdu Class: Lesson No.182 ®
10.50 Indonesian Service: Friday Sermon With Indonesian Translation
12.05 Tilawat, News, Dars ul Hadith
12.30 Interview: M. M. Ahmad Sb ®
12.55 Rencontre Avec Les Francophones:
13.55 Bengali Service: Various Items
14.55 Homeopathy Class No.25 Rec.12.07.94
16.05 Children's Corner: Class No.132 Final Part Rec:12.12.98
16.35 Documentary: A visit to a Mango Farm
16.55 German Service: Various Items
18.05 Tilawat
18.15 Urdu Class: Lesson No.183 Rec.16.06.96
19.20 Liqa Ma'al Arab: Session No.281 Rec: 07.05.97
20.20 Turkish Programme: Various Items
20.55 Rencontre Avec Les Francophones ®
21.55 Ruhani Khazaine: Quiz Programme
22.30 Homeopathy Class: Lesson No.25 ®
23.35 Documentary: A visit to the Mango Farm ®

Tuesday 5th June 2001

00.05 Tilawat, News
00.40 Children's Class: Lesson No.132 Final Part ®
01.20 Liqa Ma'al Arab: Session No.281 ®
02.25 MTA Sports: Warzashi Muqabla Jaat Commentator: Nafees Ahmad Sahib
02.45 Urdu Class: Lesson No.183 ®
04.00 Seerat-O-Swanah: 'Hadhrat Peer Siraj-ul-Haq Numani (R.A.)'
04.55 Rencontre Avec Les Francophones ®
06.05 Tilawat, News
06.35 Children's Class: Lesson No.132 Final Part ®
07.05 Pushto Programme: F/S Rec.10.03.00
08.05 Ruhani Khazaine: Quiz Prog.No.10 ® Vol.3 of the book 'Azalah-e-Oham'
08.40 Liqa Ma'al Arab: Session No.281 ®
09.55 Urdu Class: Lesson No.183 ®
10.55 Indonesian Service: Various Programmes
12.05 Tilawat, News
12.35 Le Francais C'est Facile: Lesson No.2 Presented by Naveed Marty Sahib
13.00 Bengali Mulaqat: With Huzoor
14.05 Bengali Service: Various Items
15.05 Tarjamatul Quran Class: No.188 Rec.01.04.97
16.10 Children's Corner: Guldasta No.39 Produced by MTA Pakistan
16.40 Le Francais C'est Facile: Lesson No.2 ® Hosted by Naveed Marty Sahib
17.05 German Service: Various Items
18.05 Tilawat,
18.20 Urdu Class No.184 Rec.21.06.96
18.45 Seerat-O-Swanah 'Hadhrat Peer Siraj-ul-Haq Numani (R.A.)'
19.40 Liqa Ma'al Arab: Session No.282 Rec.08.05.97
20.40 MTA Norway: From the book 'Jesus in India' Presenter: Noor Ahmad Truls Bolstad Sahib
21.00 Bengali Mulaqat: With Huzoor ®
22.00 Hamari Kainat: No. 94 Presented by Sayyed Tahir Ahmad Sahib
22.25 Tarjamatul Quran Class: Lesson No.188 ®
23.30 Le Francais C'est Facile: Lesson No.2 ®

Wednesday 6th June 2001

00.05 Tilawat, News
00.30 Children's Corner: Guldasta No.39 ®
01.00 Liqa Ma'al Arab: Session No.282 ®
02.05 Bengali Mulaqat: ®
03.10 Urdu Class: Lesson No.185 ®
04.20 Le Francais C'est Facile: Lesson No.2 ®
04.50 Tarjamatul Quran: Lesson No.188 ®
06.05 Tilawat, News
06.40 Children's Corner: Guldasta No.39 ®
07.10 Swahili Programme: Muzaakharah Host: Abdul Basit Shahid Sahib
08.00 Hamari Kainat: Prog. No.94 ®
08.40 Liqa Ma'al Arab: Session No.282 ®
09.55 Urdu Class: Lesson No.185 ®
11.00 Indonesian Service: Various Items
12.05 Tilawat, News
12.40 Urdu Asbaaq: Prog. No.49 By Maulana Choudhry Hadi Ali Sb.
13.05 Atfal Mulaqat: With Huzoor Rec.17.11.99
14.00 Bengali Service: Various Items
15.00 Tarjamatul Quran Class No.189 Rec:02.04.97
16.15 Urdu Asbaaq: Prog. No.49 ®
16.45 Children's Corner: Hikayaate Shereen
16.55 German Service: Various Items
18.05 Tilawat
18.15 Urdu Class: Lesson No.186 Rec.07.07.96
19.25 Liqa Ma'al Arab: No.283 Rec:13.05.97
20.25 MTA France: Aurore
21.00 Atfal Mulaqat: With Huzoor ®
21.50 Discussion: The Life of Hadhrat Khalifatul Masih I (R.A.) Host: Fuzail Ayaz Ahmad Sb
22.15 Tarjamatul Quran: Lesson No.189 ®
23.35 Urdu Asbaq: Lesson No.49 ®

Thursday 7th June 2001

00.05 Tilawat, News
00.40 Children's Corner: Hikayaate Shereen ®
00.55 Liqa Ma'al Arab: Session No.283 ®
02.00 Atfal Mulaqat: With Huzoor ®
03.00 Urdu Class: Lesson No.186 ®
03.55 Discussion: Programme No.1 Life of Hadhrat Khalifatul Masih I (R.A.) ®
04.20 Urdu Asbaaq: Prog. No.49 ®
04.45 Tarjamatul Quran: Lesson No.189 ®
06.05 Tilawat, News
06.40 Children's Corner: Hikayaate Shereen ®
06.55 Sindhi Programme: Presenter: Masood Ahmad Chandieu Sahib
07.20 Tabarukaat: Speech by Hadhrat Ch. Mohammad Zafrullah Khan Sb Jalsa Salana Rabwah 1973
08.30 Liqa Ma'al Arab: Session No.283 ®
09.45 Urdu Class: Lesson No.186 ®
11.00 Indonesian Service: Various Items
12.05 Tilawat, News
12.30 Aina: A reply to allegations made against Ahmadiyyat in Pakistani Newspapers Part 1 Host: Laiq Ahmad Abid Sahib
13.10 Q/A Session: With Huzoor and English Guests Rec: 03.03.96
14.10 Bengali Service: F/S Sermon by Hazoor Rec.07.07.95
15.10 Homeopathy Class No.26 Rec:18.07.94
16.20 Children's Corner: Guldasta No.40 ®
16.55 German Service: Various Items
18.05 Tilawat
18.10 Urdu Class: Lesson No.187 Rec.12.07.96
19.20 Liqa Ma'al Arab: Session No.287 Rec: 28.05.97
20.25 Interview M. M. Ahmad Sahib
21.10 MTA Lifestyle: Al Maidah How to prepare ' Channe Ki Chaat' Tabarrukat: J/S 1973 ®
22.15 Homeopathy Class: Lesson No.26 ®
23.20 Aina: A reply to allegations made against Ahmadiyyat ®

Friday 8th June 2001

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.40 Children's Corner: Guldasta No.40 ®
01.05 Liqa Ma'al Arab: Session No.287 ®
02.10 Interview: M. M. Ahmad Sb ®
03.05 Urdu Class: Lesson No.187 ®
04.10 MTA Lifestyle: Al Maidah ®
04.20 Aina: Reply to Allegations ®
04.55 Homeopathy Class: Lesson No.26 ®
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.45 Children's Corner: Guldasta No.40 ®
07.10 MTA Variety
07.40 Saraiky Programme: F/S Rec.15.09.00
08.35 Liqa Ma'al Arab: Session No.287 ®
09.45 Urdu Class: Lesson No.187 ®
10.50 Indonesian Service: Tilawat, Dars ul Hadith
11.20 Bengali Service: Various Items
11.50 Nazm & Darood Shareef
12.00 Friday Sermon: From London
13.00 Dars Malfoozat, News
13.30 Interview M. M. Ahmad Sb ®
14.40 Majlis e Irfan: With Huzoor Rec.22.09.00
15.20 Friday Sermon: Rec.08.06.01 ®
16.25 Children's Corner: Class No.50, Part 2 Produced by MTA Canada
16.55 German Service: Various Items
18.05 Tilawat
18.15 Urdu Class: Lesson No.188 Rec.13.07.96
19.25 Liqa Ma'al Arab: Session No.288 Rec.29.05.97
20.30 Speech: By Mehmood A.Tahir Sb. The Prophecy of Hadhrat Musleh Maud (RA)
20.55 Documentary: Emirates ®
21.30 Friday Sermon: Rec.08.06.01®
22.30 A Talk: With Mujeeb-ur-Rehman Sb. Part 1
23.05 Majlis Irfan: Rec.22.09.00 ®

Saturday 9th June 2001

00.05 Tilawat, News
00.40 Children's Corner: Class No.50, Part 2 Hosted by Naseem Mehdi Sahib
01.10 Friday Sermon: ®
02.20 Liqa Ma'al Arab: Session No.288 ®
03.25 Urdu Class: Lesson No.188 ®
04.25 Computer for Everyone: Part 102 Presented By Mansoor Ahmad Nasir Sahib
04.55 Majlis e Irfan: ®
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.55 Children's Class: No.50 Part 2 ® Produced By MTA Canada
07.40 MTA Mauritius: Children's Class
08.35 Documentary: Ijtema Ansarullah Kareem Nagar – Faisalabad
08.55 Liqa Ma'al Arab: Session No.288 ®
09.55 Urdu Class: Lesson No.188 ®
11.00 Indonesian Service: Various Items
12.05 Tilawat, News
12.40 Computers for Everyone: Part No.102 ®
13.10 German Mulaqat: With Huzoor Rec: 30.05.01
14.15 Bengali Service: Various Items
15.15 Quiz: Anwar ul Aloom – Prog. No.10 ®
16.00 Children's Class: With Huzoor Rec.09.06.01
17.00 German Service: Various Items
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.20 Urdu Class: Lesson No.189 Rec.14.07.96
19.35 Liqa Ma'al Arab: Session No.289 Rec:03.06.97
20.35 Arabic Programme: A few extracts from Tafseer ul Kabeer – No.19
21.20 Children's Class: Rec.09.06.01 ®
22.25 Waqfeen-e-Nau Programme: No.2
22.50 German Mulaqat: ®

Sunday 10th June 2001

00.05 Tilawat, News
00.40 Quiz Khutabat-e-Iman
01.00 Liqa Ma'al Arab: Session No.289 ®
02.00 Canadian Horizon: Children's Class No.75 Hosted by Naseem Mehdi Sb.
03.00 Urdu Class: Lesson No.189 ®
04.05 Seeratun Nabi (saw): Prog. No.38
05.05 Children's Class: Rec.09.06.01 ®
06.00 Tilawat, News
07.00 Quiz Khutbat-e-Imam ®
07.15 German Mulaqat: Rec.30.05.01 ®
08.15 Chinese Programme: Book reading Read by: Usman Chou Sahib – Part 5
08.35 Liqa Ma'al Arab: Session No.289 ®
09.55 Urdu Class: Lesson No.189 ®
10.55 Indonesian Service: Various Programmes
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning Chinese: Lesson No.217 With Usman Chou Sahib
13.10 Mulaqat: Young Lajna & Nasirat Rec: 03.06.01
14.10 Bengali Service: Various Programmes
15.15 Friday Sermon: From London ®
16.25 Children's Class: No.133 - First Part Rec.19.12.98
16.55 German Service: Various Items
18.05 Tilawat,
18.15 Urdu Class: Lesson No.190 Rec. 19.07.96
19.30 Liqa Ma'al Arab: Session No.290 Rec: 04.06.97
20.30 Interview Of Mirza Muzaffar Ahmad Sb
21.30 Dars ul Quran No.23 Rec: 26.01.98
22.55 Mulaqat: Young Lajna & Nasirat ®

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8870 8517
Fax: (020) 8875 0249

Vol. 8 | Friday, June 01, 2001 | Issue No. 22

حاصل مطالعہ

(مرسلہ: محمد اقبال منہاس۔جرمنی)

پاکستان کا ایٹم بم بنانے میں ڈاکٹر عبدالسلام کی کوششیں

مملکت خداداد پاکستان میں کچھ لوگوں کو عادت ہو گئی ہے کہ وہ "تعصبات کی عینک" پہن کر دیکھتے ہیں۔ اور چونکہ بد قسمتی سے انہی لوگوں کا کسی نہ کسی طرح عنانِ حکومت پر قبضہ رہا ہے اس لئے یہ پاکستان کی تاریخ کو اپنے مفادات کے لئے مسخ کرتے چلے جا رہے ہیں۔ ان کی بھرپور کوشش ہے کہ فرزندان پاکستان کی بے لوث خدمات کو نئی نسل اور تاریخ کے اوراق سے "محفوظ" رکھا جائے۔ یہ لوگ بہت حد تک تو کامیاب ہیں لیکن پھر بھی سورج کی چمک اور پھول کی خوشبو مکمل طور پر ان کی دسترس میں نہیں۔ اس لئے کوئی نہ کوئی صاحبِ دل بڑی جرأت کے ساتھ ان کے تانے ہوئے خول میں چھید کر دیتا ہے جہاں سے روشنی کی کچھ کرنیں داخل ہو جاتی ہیں۔

بد قسمتی سے آج کے طالبعلم کو حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ، حضرت چوہدری سر ظفر اللہ خانؓ، ڈاکٹر عبدالسلام، عبدالعلی ملک، جنرل اختر حسین ملک وغیرہم جیسے عظیم الشان لوگوں کی پاکستان کے لئے خدمات کے بارہ میں کوئی علم نہیں۔

آج سے قریباً تین سال قبل جب پاکستان نے ایٹمی دھماکہ کیا تو بڑے بڑے ممالک انگشت بدنداں، حیران و پریشاں رہ گئے کہ پاکستان کس طرح اتنی کامیابی سے اس قابل ہو گیا۔ خود پاکستان میں مفاد پرست فوری طور پر میدان میں اترے اور اس کامیابی کو کبھی بھٹو، کبھی نواز شریف، کبھی ڈاکٹر عبدالقدیر اور کبھی ڈاکٹر ثمر مبارک مند کی طرف منسوب کیا گیا اور یہاں تک کہ ایک دوسرے پر الزام تراشیاں شروع ہو گئیں۔ سیاستدانوں میں تو یہ ایک عام سی بات ہے لیکن بد قسمتی سے ہمارے سائنس دان بھی پیچھے نہ رہے۔ یہ لوگ بس اسی کوشش میں لگے رہے کہ عام آدمی جو ایٹم بم بننے کے عمل سے واقف نہیں اس کے ذہن میں بٹھا دیا جائے کہ یہ کام اسی کے پسندیدہ فرد نے سرانجام دیا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ایٹم بم کوئی شبِ برات کے موقع پر چلنے والا پٹاخہ نہیں اور نہ ہی کسی ایک بٹن کے دبانے سے ہونے والے دھماکے کا نام ہے۔ یقیناً اس میں ہزاروں افراد کی سینکڑوں مہینوں کی ریاضت اور تحقیقات شامل ہیں جو بالآخر ۱۹۹۸ء کے ایٹمی دھماکوں پر منتج ہوئیں۔ اس میں پاکستان کی تمام حکومتوں اور افواج پاکستان کی پشت پناہی، ڈاکٹر عبدالقدیر خان اور ان کی ٹیم کی یورینیم افزود کرنے میں کامیابی اور اٹامک انرجی کمیشن کے سائنسدانوں کی تکنیکی معاونت اور مہارت شامل ہے۔

لیکن اس سارے قصے میں اس شخص کا کہیں نام نہیں جس نے سب سے پہلے پاکستان کی حکومتوں کو اس طرف راغب کرایا اور تحقیقات کی بنیاد رکھی۔ اور وہ لوگ تیار کئے جنہوں نے آج اس دھماکہ کو قابل عمل بنایا ہے۔ لیکن ابھی کچھ لوگ باقی ہیں جن کے دل و دماغ میں سچ زندہ ہے۔ ذیل میں ڈاکٹر سعید درّانی صاحب کا ایک بیان ہدیہ قارئین ہے۔ ڈاکٹر سعید درّانی صاحب نے اس بارہ میں اپنے ایک انٹرویو میں اظہار خیال کیا جو ملک کے ایک کثیر الاشاعت ہفت روزہ "اخبار جہاں" ۲۴ر تا ۳۰ر اپریل ۲۰۰۰ء میں شائع ہوا۔ انہوں نے کہا:

"...... پچھلے سال میں امریکن فزیکل سوسائٹی کی سو سالہ کانفرنس میں مدعو تھا۔ وہاں ایٹمی ہتھیاروں کی دوڑ کے بارے میں دو اجلاس ہوئے۔ ایک اجلاس میں مَیں شریک چیئر مین تھا تو اس میں بھارتی سائنس دانوں نے صاف لفظوں میں مجھ سے کہا کہ دراصل سچی بات یہ ہے کہ ہمیں یقین ہی نہیں تھا کہ پاکستان کے سائنسدان اس قابل ہیں، اتنے لائق ہیں کہ ایٹم بم بنا سکیں۔ لہذا ہمیں بے حد حیرت ہوئی جب پاکستان کے سائنس دانوں نے ایٹمی دھماکہ کر دکھایا۔ مَیں نے ان بھارتی سائنسدانوں سے کہا کہ ایک اعتبار سے تو آپ کی بات صحیح ہے ہم آپ سے سائنس کی بنیاد کے اعتبار سے پچاس گنا پیچھے ہیں لیکن آپ نے پاکستان کے صرف ایک شعبہ کو نظر انداز کر دیا جو آپ سے پیچھے نہیں تھا۔ اس کا نام پاکستان اٹامک انرجی کمیشن ہے۔ مَیں نے ان سے کہا کہ اس کمیشن کے حیرت انگیز کام کا بہت سا کریڈٹ ڈاکٹر آئی ایچ عثمانی کو جاتا ہے۔ ...... انہوں نے ہر شعبہ میں چار سو سے چھ سو سائنس دانوں کی تربیت کی۔ وہ تھے اور ڈاکٹر عبدالسلام تھے۔ یہ دو لوگ تھے ۱۹۶۰ء کے عشرہ میں۔ سلام صاحب مشورہ دیتے تھے اور عثمانی صاحب اس پر عمل کراتے تھے۔ انہوں نے لوگوں کو جرمنی، امریکہ، برطانیہ، آسٹریلیا اور کینیڈا میں تربیت دلوائی۔ میں بھی ان دنوں اٹامک انرجی سنٹر لاہور کا ڈائریکٹر تھا۔ مجھے معلوم ہے کہ یہ لوگ جنہوں نے آج پاکستان کا ایٹم بم بنانے میں حصہ لیا ہے یہ اُسی دور کے تربیت یافتہ تھے جیسے ثمر مبارک مند تھے ...."۔

(ہفت روزہ اخبار جہاں ۲۴ر تا ۳۰ر اپریل ۲۰۰۰ء)

یہ ہے ڈاکٹر سعید درّانی صاحب کی حقیقت بیانی جو خود ڈاکٹر عبدالسلام صاحب مرحوم کے شاگرد اور پاکستان کے ممتاز نیوکلیئر سائنس دان ہیں اور عالمی شہرت کے مالک ہیں کہ کس طرح تربیت اور مشاورت سے ڈاکٹر عبدالسلام صاحب مرحوم نے پاکستان کو سائنسی لحاظ سے مختلف شعبوں میں مضبوط کرنے کی کوشش کی اور مختلف شعبہ جات کی بنیاد رکھی۔ یقیناً کل کو آنے والا مؤرخ مستقبل میں مختلف سائنسی میدانوں میں ہونے والی ترقی کو ڈاکٹر عبدالسلام کی طرف منسوب کرے گا اور انہیں پاکستان کے ایک محسن کا درجہ دے گا۔ انشاء اللہ

اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَاللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ (التوبہ:۱۸)

مسجد احمدیہ کوئین (Kougny) بورکینا فاسو کی تقریب افتتاح

(رپورٹ: محمود ناصر ثاقب ۔ امیر و مشنری انچارج بورکینا فاسو۔(مغربی افریقہ)

۱۹۵۱ء میں گھانا کی وا (WA) جماعت کے ذریعہ اپر وولٹا (بورکینا فاسو) کے کچھ لوگوں تک احمدیت کا پیغام پہنچا۔ پھر یہ پیغام کوئین (Kougny) کے چند سعید فطرت لوگوں تک پہنچا جنہوں نے سچے دل سے اسے قبول کیا جس کے عوض انہیں بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ پہلے سوشل بائیکاٹ کیا گیا، گھروں سے نکال دیا گیا، ہر طرح کی تکلیف دی گئی لیکن یہ لوگ ثابت قدم رہے۔

گھانا سے جماعتی وفود ان کی تربیت کے لئے آتے رہے۔ کوئین کے اردگرد کے چند دیہات میں بھی یہ شمع اسی وقت سے روشن ہے۔ مرکزی مبلغین میں سے جو بزرگ سب سے پہلے تشریف لائے وہ مولانا بشیر احمد قمر صاحب سابق مبلغ سلسلہ گھانا تھے جنہوں نے کچھ عرصہ ان میں رہ کر ان کی تربیت کی۔

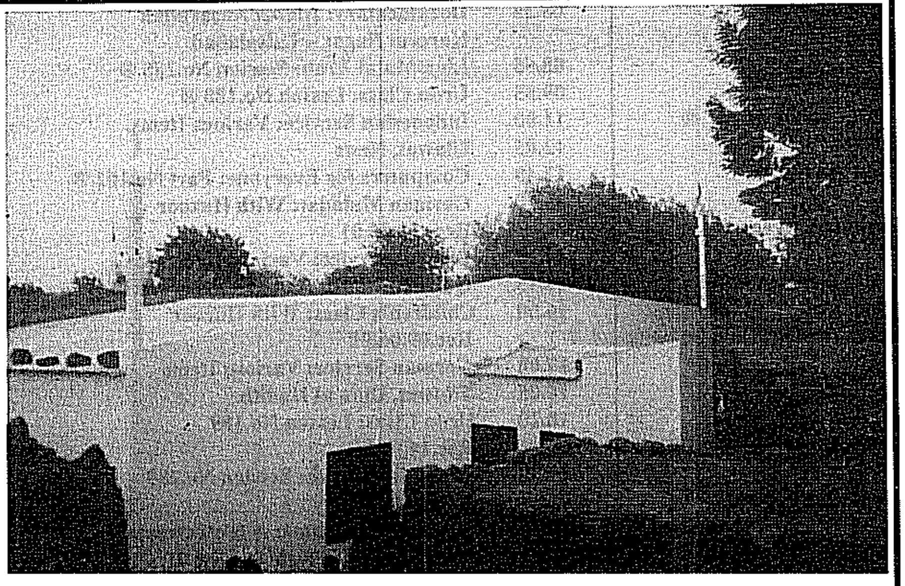

کوئین (Kougny) بورکینا فاسو (مغربی افریقہ) میں نو تعمیر شدہ خوبصورت مسجد

کوئین ایک بڑا گاؤں ہے جس میں آٹھ مساجد ہیں اور جماعت کی مخالفت شروع سے ہے۔ جب یہ لوگ احمدی ہوئے تو مسجد سے نکال دئے گئے جس پر انہوں نے خود ایک مسجد تعمیر کی جو اب بہت چھوٹی اور خستہ ہو چکی ہے۔ بعض دیگر وجوہات کی بنا پر بھی یہاں نئی مسجد کی تعمیر کا پروگرام بنایا گیا۔ جون ۲۰۰۰ء میں مسجد کی تعمیر کا کام شروع ہوا۔ اور اس کام کی ابتدائی نگرانی مکرم ظفر اقبال ساہی صاحب، مبلغ سلسلہ نے کی۔ پھر ان کی تقرری دوسرے ریجن میں ہونے کی وجہ سے اس کام کی تکمیل مکرم ریاض احمد خان صاحب مبلغ سلسلہ کو کروانے کی توفیق نصیب ہوئی۔

مسجد کی تعمیر مکمل ہونے کے بعد یہاں ائمہ کے لئے ایک تین روزہ ریفریشر کورس رکھا گیا جس میں اٹھارہ امام شامل ہوئے اور بہت اچھے رنگ میں ان کو جماعتی عقائد پڑھائے گئے اور ان کے تمام سوالات کے جوابات دئے گئے۔ یہ پروگرام بہت ہی

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

معاندِ احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْهُمْ تَسْحِيقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔